عقائد اسلام

مطابق مسلک اہلسنت وجماعت



تصنیف لطیف

شیخ القرآن مفتی زماں

حضرۃ العلام مولانا غلام علی اوکاڑوی

قادری اشرفی برکاتی ضیائی قدس سرہ الباری

باہتمام

صاحبزادہ پیر محمد فضل الرحمٰن اوکاڑوی

پرنسپل جامعہ اشرف المدارس اوکاڑا

ناشر

شعبہ نشرواشاعت جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑا

www.shaikh-ul-quran.net

فہرست

پیش لفظ	3	ایمان وکفر	40
انتساب	6	کفر	40
عقائد متعلقہ ذات وصفات باری	7	ضابطہ تکفیر	41
امام اعظم اور توحید	9	نفاق	43
افعال باری تعالیٰ	15	شرک	43
اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں	16	خوب یاد رکھو	44
تقدیر	17	اجتہاد وتقلید	45
معجزہ	21	سنت	46
فضائل وخصائص	22	سنت غیر موکدہ	47
ملائکہ	28	بدعت	47
جن	29	کفر التزامی، کفر لزومی	49
الہامی کتابیں	29	اصطلاحات علم کلام	50
امامت وخلافت	31	ایمان، اسلام، کفر	51
ولائت	34	مومن ومسلم میں فرق	52
عالم برزخ	36	مسائل شتّی عقائد اکابر	57
جنت	38	وسعت اختیارات مصطفیٰ	61
دوزخ	38		

تصنیف	:	عقائد اسلام
مصنف	:	شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
باہتمام	:	صاحبزادہ پیر محمد فضل الرحمٰن اوکاڑوی
		پرنسپل جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ
پروف ریڈنگ	:	معین المفتی مولانا غلام دستگیر اکبری
		ڈاکٹر وسیم حسن قریشی
کمپوزنگ	:	لاہور پرنٹنگ اینڈ ورٹائزنگ
طبع اول	:	صفر المظفر ۱۴۳۳ھ جنوری 2012ء
تعداد	:	1100
ناشر	:	شعبہ نشر و اشاعت
		جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ

قیمت : 60روپے

پیش لفظ

ازاستاذ العلماء مظہر فقاہت شیخ القرآن، مفتی دوراں الحافظ العلامہ مولانا غلام یاسین جلبی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم

قبلہ استاذی المکرم شیخ القرآن والحدیث مولانا غلام علی اوکاڑوی قدس سرہُ الباری نے منجملہ دیگر تصانیف کے ایک رسالہ جو تقریباً ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ بنام "عقائد اسلام" بمطابق مسلک اہل سنت وجماعت تحریر فرمایا ہے۔ جس میں عقائد متعلقہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات بیان فرمائے ہیں اور اس کے بعد عقائد جو نبوت ورسالت کیساتھ تعلق رکھتے ہیں اس طرح تقدیر کے عقیدے کو بھی آپ نے بیان کیا ہے نیز الہامی کتب ملائکہ اور جنات کے بارے میں بھی قرآن وسنت کی روشنی میں صراحت سے لکھا ہے اور اسطرح ایمان وکفر کی بحث اور ومایتعلق بھما کو شرح وبسط سے تحریر کیا ہے۔ علاوہ ازیں اجتہاد، تقلید اور سنت وبدعت کا مفہوم بھی بیان کیا گیا۔ اس رسالے کو ہمارے مخدوم زادہ قبلہ صاحبزادہ والا شان جانشین شیخ القرآن مولانا محمد فضل الرحمٰن اوکاڑوی (پرنسپل جامعہ اشرف المدارس دامت برکاتہم العالیہ) نے اس کی اہمیت کے پیش نظر علیحدہ چھاپنے کا ارادہ کیا ہے اور فقیر سے اس کا پیش لفظ لکھنے کو کہا ہے آج کے پر فتن دور میں جبکہ مسلمان عقائد کے معاملہ میں پریشان وحیران ہیں کوئی فرقہ کچھ کہتا ہے اور دوسرا اس کے خلاف کہتا ہے ایسے حالات میں جو عقائد سلف صالحین کے تھے ان کو واضح کرنا انتہائی ضروری ہے بحکم قرآن کریم جو غیر سبیل المؤمنین کا متبع ہے وہ جہنمی ہے اولاً ہم عقیدہ کی تعریف بیان کرتے ہیں "عقیدہ" اصطلاح شرع میں جن چیزوں پر پختہ یقین کیا جائے اور ان کو ایک

مسلمان دین بنائے اوران پر دلی اعتقاد رکھے اس کو عقیدہ کہتے ہیں جسکی جمع عقائد ہے۔

چنانچہ سلف صالحین نے اہل سنت و جماعت کے عقائد کے متعلق کتب تحریر فرمائیں۔

علامہ سعد الدین مسعود بن عمر کی "شرح عقائد" اس سلسلہ میں نہایت مشہور، معروف، متداول، داخل درس نظامی ہے نیز ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی "شرح فقہ اکبر" بھی علماء کے درمیان معتمد و مستند ہے اسی طرح امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان محدث بریلوی نے شاہ فضل رسول قادری کے رسالہ "المعتقد المنتقد" پر حاشیہ لکھا ہے جس کا نام "المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد" عقائد کے متعلق ہے اور حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مرآدآبادی نے بھی "کتاب العقائد" کے نام سے رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ قبلہ استاذی المکرم نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہی عقائد کی وضاحت فرمائی ہے۔ امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۹۴۰ میں تحریر فرمایا ہے۔

"عقائد میں کتاب وسنت، اجماع امت وسواد اعظم اہلسنت کا اتباع ہے اس لئے کہ خدا ورسول نے ہمیں بتادیا کہ اجماع ضلالت پر ناممکن اور سواد اعظم کا خلاف ابتداع ہے"۔

ثانیاً حضرت مولانا امجد علی اعظمی ارشاد فرماتے ہیں اعمال کی درستی عقائد کی صحت پر موقوف ہے اور کثیر مسلمان ایسے ہیں کہ اصول مذہب سے آگاہ نہیں ایسوں کیلئے سچے عقائد ضروریہ کے سرمایہ کی بہت شدید ضرورت ہے خصوصاً اس پر آشوب زمانہ میں کہ گندم نما جوفروش بکثرت ہیں اپنے آپ کو مسلمان بلکہ عالم کہلاتے ہیں اور حقیقۃً اسلام سے ان کا کچھ تعلق نہیں۔

فلہٰذا عام مسلمانوں کی دنیا وآخرت میں فوز وفلاح کیلئے اس رسالہ کا پڑھنا اور اسی کے مطابق عقیدہ رکھنا ضروری ہے تاکہ سعادت دارین حاصل ہوجائے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سچی محبت رسول وصحابہ رسول واہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

☆ معین المفتی مولانا غلام دستگیر صاحب اور ڈاکٹر وسیم حسن قریشی نے اس رسالہ کی پروف ریڈنگ میں معاونت فرمائی۔ میں اُن کا مشکور وممنون ہوں اللہ تعالیٰ حبیب پاک ﷺ کا صدقہ اُن کو اجر جزیل عطا فرمائے

یکے از خدام شیخ القرآن مفتی غلام یاسین قادری نقشبندی طیبی

خادم دارالافتاء جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۵ دسمبر ۲۰۱۱ء

﴿انتساب﴾

میں اپنی اس تالیف کا انتساب

استاذ العلماء شیخ الفضلاء امام اہل سنت مفتی اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب

دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث وامیر دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور سے کرتا ہوں جن کی تعلیم وتربیت ودعوت وارشاد سے میرے جیسے ہزاروں افراد کو مسلک حق اہلسنت وجماعت کے مطابق درستی عقائد کی توفیق نصیب ہوئی۔

فقیر غلام علی اشرفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقائد متعلقہ ذات وصفات باری جل شانہ

وجود باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے یعنی اس کا ہونا ضروری اور نہ ہونا محال ہے وجود باری تعالیٰ کا انکار صریح کفر ہے منکرین خدا کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اگر چہ وہ رسمی طور پر مسلمان کہلائیں۔

توحید

ان اللہ تعالے واحد بے شک اللہ تعالے واحد ہے۔ یعنی وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے اور یہ وحدانیت پانچ قسموں پر بولی جاتی ہے۔

وحدانیت فی الذات

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے کثرت کا انتفاء کیا جائے بایں معنی کہ وحدانیت ذاتی انقسام اور تبعیض کو قبول نہیں کرتی اور امام الحرمین ارشاد میں فرماتے ہیں اللہ تعالے واحد ہے اور موحدین کی اصطلاح میں واحد اس شئی کو کہا جاتا ہے جو منقسم نہ ہو۔ ولو قیل لواحد ھوالشی ءلوقع اکتفاء بہاور بحر الکلام میں امام نسفی فرماتے ہیں واحد وہ موجود ہے۔ کہ نہ اس کی ذات کے لئے بعض ہے اور نہ انقسام ہے اس لئے کہ اللہ تعالے عدد کی جہت سے واحد نہیں ہے اگر من جہت العدد واحد ہوتو پھر اس کے ابعاض ہونگے (جمع بعض) اور جس کے ابعاض ہوں اسکا الہ واحد ہونا محال ہے۔ وحدانیت فی الصفات

اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی کسی صفت میں اسکا کوئی نظیر شبیہ یا مثیل نہیں یہ محال ہے کہ

اس کی عین صفت یا اس کی صفت کی مثل اس کے غیر کیلئے ہو اسی طرح مخلوق کی کوئی صفت یا مخلوق جیسی کوئی صفت بعینہ اس کی ذات میں نہیں پائی جاتی کیونکہ مخلوق کی صفات حادث ہوتی ہیں اور اللہ تعالےٰ کی ذات بھی قدیم ہے اوراس کی صفات بھی قدیم ہیں۔

3 وحدانیت فی الاسماء

اس سے مراد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی اسم میں کوئی اسکا مشابہ اور مماثل نہیں ہوسکتا اگرچہ اس کے بعض اسماء کا اطلاق اسکی مخلوق پر بھی ہوا ہے جیسا سمیع اور بصیر رؤف اور رحیم اور شہید وغیرہ لیکن ان اسماء کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کے حق میں اور ہے اور مخلوق کے حق میں اور ایسی اسمی مشارکت صرف لفظی ہے معنیً مماثلت نہیں مثلاً اللہ تعالیٰ بذات خود سمیع بصیر ہے اور سمیع بصیر اس کی ذاتی صفات ہیں اور قدیم ہیں اور مخلوق میں یہ اسماء معنی حدوث میں ہیں اور محدود ہیں (فائدہ) اسم اور صفت میں فرق۔ صفت اسم پر مقدم ہوتی ہے۔ پس صفت اسم غیر ظاہر ہے جب ظاہر ہوجائے تو اس پر اسم کا اطلاق ہوتا ہے مثلاً رحمت اسم رحمٰن سے سابق ہے پس جب اس نے رحم فرمایا تو اسم رحمٰن کیساتھ مسمیٰ ہوگیا۔

4 وحدانیت فی الافعال

کا یہ مفہوم ہے کہ تمام کائنات کی ایجادواختراع میں اس کے منفرد ہونے کا وجوب اور ممکنات میں کسی ممکن کی تاثیر ذاتی کا امتناع۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ کے سوا جملہ عالم میں کوئی موثر حقیقی نہیں ہے جن مقامات میں غیر اللہ سے تاثیر کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد تاثیر حقیقی ذاتی ہے لہٰذا مخلوقات کی ذوات میں سے ہر ذات اور ہر صفت ہر اسم اور ہر فعل اور ہر حکم حادث ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اس کی اس صفت خلق ہیں ہر گز کوئی شریک نہیں نہ طبعیت نہ کوئی ستارہ اور نہ کوئی قوت اور نہ کوئی سبب مطلقاً۔

5-وحدانیت فی الاحکام

ایسی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے واللہ یحکم لامعقب لحکمہ اللہ ہی حاکم ہے اس کے حکم کو کوئی پیچھے کرنے والا نہیں، حکم امر اور نہی ہے اور وہ ایک ہے لیکن احوال مکلفین کے تعلق کے اعتبار سے کثیر ہے، اسکا حکم قدیم ہے لیکن مخلوق میں اس کا ظہور ہوا نہ کہ حدوث اللہ تعالے نے ہی کتابیں اتاریں اور شریعتیں مقرر فرمائیں اور نبیوں کو مبعوث فرمایا جو لوگوں کے سامنے اللہ تعالے کے احکام کی تبلیغ کرتے تھے اور اس کے حکم کے ساتھ حکم دیتے تھے پس حقیقت میں تمام احکام اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول حق کی طرف راجع ہیں۔ اور اس کی سچی خبر کیطرف مستند ہیں، وہی ان احکام کو اپنی مخلوق میں سے دنیا میں نافذ کرتا ہے اور آخرت میں بغیر واسطے کے نافذ کریگا۔ سعید کی سعادت اور شقی کی شقاوت کا حکم فی الحقیقت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسباب کی ترتیب اور مسببات کی طرف ان کو متوجہ کرنا اسی کے حکم سے ہوتا ہے کفار پر کفر کا حکم اور مومنوں پر ایمان کا حکم اور فاسقوں پر فسق کا حکم اور منافقوں پر نفاق کا حکم اور طاعت گزاروں پر طاعت کا حکم اور مخلصین اور متقین پر اخلاص اور تقوے کا حکم سب اسی کی طرف سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے ان الحکم الا اللہ یقص الحق وھو خیر الفاصلین۔ اللہ سے سوا کسی کا حکم (حقیقی) نہیں وہ حق بیان فرماتا اور بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ الیس اللہ باحکم الحاکمین۔ کیا اللہ تعالے احکم الحاکمین نہیں ہے؟ یعنی وہی ہے ومن احسن من اللہ حکما۔ حکم سے اعتبار سے اللہ سے کون اچھا ہے ان ربک یقضی بینھم بحکمہ بے شک تیرا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کرتا ہے ان آیات صریحہ کثیرہ کی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ اس کی ذات وصفات وافعال، احکام واسماء میں اسکا کوئی شریک نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اسکی مثل کوئی شئی نہیں۔

امام اعظم اور توحید

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے توحید کا معنی اس طرح واضح فرمایا ہے اللہ تعالیٰ

واحد ہے یعنی اپنی ذات میں نہ عدد کے طریقے سے۔ اس لئے کہ اگر وحدت عددی مراد ہو تو یہ وہم ہوتا ہے کہ اس کے بعد بھی کوئی ہو لیکن وہ اس طریقے سے واحد ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں نہ سرمدیت کی نعمت میں اور نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں نہ اس کا کوئی نظیر ہے نہ اس کا کوئی شبیہ ہے گویا کہ یہ معنیٰ سورہ اخلاص سے بطریق اختصاص مستفاد ہے **قل ھو اللہ احد** یعنی وہ اپنی ذات میں اور صفات میں متوحد اور منفرد ہے **اللہ الصمد** یعنی وہ ہر ایک سے بے نیاز ہے اور ہر چیز اس کی محتاج ہے لم یلد ولم یولد یعنی نہ حادث ہے اور نہ حوادث کا محل و **لم یکن لہ کفوا احد** یعنی اسکا کوئی مماثل، مجالس اور مشابہ نہیں اور اس میں کفار مکہ کا رد ہے جو کہتے تھے الملائکہ بنات اللہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اس طرح یہود کا رد ہے جنہوں نے یہ کہا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کا رد ہے جنہوں نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے اور اس کی ماں اللہ کی بیوی ہے الحاصل عالم کا بنانے والا ایک ہے اس لئے کہ واجب الوجود کا مفہوم صرف ایک ذات پر صادق آتا ہے جو کہ صفات متعددہ سے متصف ہو۔

کما یستفاد من قولہ تعالٰی لو کا ن فیھما الھۃ الا اللہ لفسد تا

اگر آسمان زمین میں اللہ تعالٰے کے سوا چند معبود ہوتے تو وہ دونوں اپنے نظام سے نکل جاتے (شرح فقہ اکبر للقاری ص ۱۲)

آیت مذکورہ بالا کی علمی تفسیر دیکھنی ہو تو شرح فقہ اکبر میں اسی مقام پر اور تفسیر کبیر روح المعانی میں اسی آیت کے ماتحت اور مطول مختصر میں لفظ لو کے ماتحت دیکھی جا سکتی ہے وغیرہ فی غیرہ۔

وہ اپنی مخلوقات میں سے کسی شی کے مشابہ نہیں یہ اس لئے کہ وہ واجب الوجود لذاتہ ہے اور اسکا سوئ ممکن الوجود ہے فی حد ذاتہ۔ واجب الوجود وہ بے نیاز ہے جو کسی چیز کا محتاج نہیں اور ہر ممکن اپنی ایجاد و امداد میں اسکا محتاج ہے، اللہ تعالٰے فرماتا ہے واللہ الغنی وانتم الفقراء پس وجود باری اس کی ذات کا عین ہے اور اس کی صفات عین ذات نہیں خلافاً للفلاسفہ اور نہ غیر ذات ہیں جیسا

کہ معتزلہ کہتے ہیں اور نہ حادث ہیں جیسا کہ کرامیہ کہتے ہیں بخلاف مخلوق کے کہ ان کی صفات سب کے نزدیک غیر ذات ہیں خلاصہ یہ ہے کہ فلاسفہ اور معتزلہ نے تعدد قدماء سے بچنے کے لئے صفات کی نفی کی اسی طرح اشاعرہ نے صفات کی غیریت اور عینیت کی تحقیق اسماء میں نفی کی اور حنفیہ ماتریدیہ کا صفات باری کے بارے میں مشہور عقیدہ

لا عین ولا غیر والتفصیل فی المطو لا ت ولا یشبهه شئی من خلقه

یعنی اس کی مخلوق میں سے کوئی شئی اس کے مشابہ نہیں۔

یہ ماقبل کی تاکید وتقریر ہے اور یہ اللہ تعالے کے ارشاد لیس کمثله شئی سے مستفاد ہے یعنی اس کی ذات وصفات کی کوئی مثل نہیں یا اس لئے کہ مثل المثل کی نفی بطریق برھان نفی مثل کو مستلزم۔ جیسا کہ بعض اعیان نے اسے ثابت کیا ہے ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ آیت میں لفظ کاف یا مثل زاید ہے اس لئے کہ مثل مطلق مساوی من جمیع الوجوہ کو کہتے ہیں اور شرح قونوی میں ہے کہ نعیم بن حماد فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالے کو اس کی مخلوق میں سے کسی شئی کے ساتھ تشبیہ دے وہ کافر ہے اور جو اللہ تعالے کی کسی ایسی صفت کا انکار کرے جو اس نے اپنی ذات کے لئے بیان فرمائی ہے وہ بھی کافر ہے اسحٰق ابن راہو یہ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دے وہ اللہ عظیم کا منکر ہے۔

جہمیہ اہل سنت وجماعت پر مشبہ ہونے کا بالکل جھوٹا الزام لگاتے ہیں بلکہ وہ خود معطلہ ہیں اسی لئے بہت سے ائمہ سلف نے فرمایا ہے کہ جہمیہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل سنت کو مشبہہ کہتے ہیں اس لئے کہ تمام وہ فرقے جو اللہ تعالے کے اسماء وصفات کی نفی کرتے ہیں وہ مشبتین کے لئے مشبہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور بعض مفسرین جیسے عبد الجبار اور زمخشری وغیرہ معتزلہ اور رافضی پر اس شخص کو جو اللہ تعالے کے لئے صفات ثابت کرے یا ذات باری کی رویت کا قائل ہو اسے بھی مشبہ کہتے ہیں جمہور اہل سنت وجماعت کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ وہ نفی تشبہ

سے نفی صفات کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ اس بات کا ارادہ کرتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے اسماء و صفات وافعال میں مخلوق کے مشابہ نہیں کما بینہ الامام الاعظم بیاناً شافیا (شرح فقہ اکبر ص ۸۱) اللہ تعالیٰ اپنے اسما اور صفات ذاتیہ جیسے علم حیات اور کلام (وہ بالاتفاق قدیم ہیں) اور فعلیہ یعنی صفات فعلیہ سے موصوف ہے جیسے خلق رزق نحو هما ازلا ابدا"

ماترید یہ کا مذہب یہ ہے کہ صفات فعلیہ قدیم ہیں اور اشاعرہ کے مذھب کے مطابق وہ حادث ہیں اور تحقیق شدہ بات یہ ہے کہ یہ نزاع لفظی ہے لیکن صفات ذاتیہ اجماعیہ ان میں سے ایک حیات ہے

حیات وہ صفت ازلیہ ہے جو اپنے موصوف کے علم کی مقتضی ہے۔

قدرت وہ صفت ازلیہ ہے جو مقدورات میں موثر ہوتی ہے جب اسکا تعلق مقدورات سے ہوتا ہے۔ دوسری عبارت میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالے اپنی اس حیات سے زندہ ہے جو اس کی ازلی ابدی صفت ہے اور اپنی اس قدرت سے قادر ہے جو اس کی ازلی سرمدی صفت ہے اسکا معنیٰ یہ ہے کی جب وہ کسی شئی پر قدرت رکھتا ہے تو قدرت حادثہ سے نہیں بلکہ اپنی قدرت قدیمہ سے قادر ہے اسی طرح الحی القیوم کا بھی یہ معنی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور موجودات کو قائم کرنے والا ہے اور وہ مردوں کو عدم سے ابتداءً زندہ کرتا ہے اور ان کے مارنے کے بعد اعادۃً زندہ کریگا اور وہ ہر چاہے پر قادر ہے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو حیات قدرت اور رزق عطا فرمایا اور یوں بھی کہا گیا ہے اس کے قادر ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس سے ایجاد عالم اور ترک عالم صحیح ہے۔

علم وہ ذاتی صفت ازلی ہے کہ اس کے ساتھ تعلق سے معلومات منکشف ہو جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ تمام موجودات کا عالم ہے علویات اور سفلیات میں سے ایک ذرے کی مقدار بھی اس کے علم سے پوشیدہ نہیں وہ ظاہر وباطن ہر چیز کو جانتا ہے بلکہ خفی سے خفی ہر غیب کو بالذات جانتا

ہے بلکہ اس کے احاطہ علمی نے جزئیات کلیات موجودات معدومات ممکنات، متخیلات سب کو گھیرا ہوا ہے۔ وہ اپنے علم قدیم کیساتھ ذوات وصفات ہر چیز کو جاننے والا ہے اور اپنے علم قدیم کے ساتھ علی وجہ الکمال جانتا ہے اور اس کی صفت علمی قدیم ہے حادث نہیں لہذا یہ کہنا کہ غیب کا جاننا اس کے اختیار میں ہے جب چاہے معلوم کر لے سراپا باطل ہے علم باری تعالے کے متعلق قرآن کریم میں صریح آیات موجود ہیں جو مشہور ومعروف ہونے کی وجہ سے تطویل کلام ہونے کی وجہ سے ہم نے ذکر نہیں کیں۔

کلام　　حق سبحانہ وتعالے اپنے کلام ذاتی کیساتھ متکلم ہے اور کلام اس کی صفت ذاتی ازلی ہے قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کو نظم سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ کتب اصول میں ہے القرآن اسم للنظم والمعنیٰ اور اللہ تعالے کے لئے ثبوت کلام پر اجماع امت اور انبیا علیہم السلام سے نقل متواتر بایں طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے بیان احکام کے لئے ان پر وحی فرمائی۔ مامون رشید اور متوکل عباسی کے دور میں یہ مسئلہ مدت تک متکلم فیہ رہا۔ امام احمد بن حنبل اور ان کے متبعین فرماتے ہیں کہ قرآن غیر مخلوق ہے کیونکہ اللہ کا کلام ہے اور کلام اس کی صفت ذاتی ہے جس طرح اس کی ذات قدیم ہے یوں ہی اس کی صفات بھی قدیم ہیں۔

امام ماتریدی اور اس کے اتباع کے نزدیک کلام نفسی قدیم ہے اور کلام لفظی حادث جو اصوات وحروف سے مرکب ہے اس کو قرآن اور کلام اللہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کلام قدیم پر دلالت کرتا ہے (ھذہ خلاصۃ ما فی شرح الفقہ الاکبر) اہل علم حضرات اس مسئلہ میں شرح مواقف اور شرح مقاصد وغیرھما مطولات کی طرف رجوع کریں ہم اس مسئلہ کو بقدر ضرورت اپنے رسالہ اصول تفسیر (عربی) (المعروف اشرف التحریر) میں شرح وبسط کیساتھ لکھ چکے ہیں صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب مرحوم نے بہار شریعت حصہ اول میں بہترین عبارت میں مسئلہ ہذا کو نہایت جامعیت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور

یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے ہیں، مصاحف میں لکھتے ہیں اسکا کلام قدیم بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث یعنی ہمارا پڑھنا حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا قدیم اور ہمارا لکھنا حادث ہے اور جو ہم نے لکھا قدیم ہمارا سننا حادث ہے اور جو ہم نے سنا قدیم ہمارا حفظ کرنا حادث ہے اور جو ہم نے حفظ کیا قدیم یعنی متجلی قدیم ہے اور تجلی حادث (بہار شریعت عقیدہ ص ۱۷ بحوالہ شرح ص ۴۲)

سمع وبصر یہ دونوں بھی اللہ تعالےٰ کی صفات ذاتیہ ہیں اس لیے کہ وہ اصوات حروف اور کلمات کو اپنے سمع قدیم کے ساتھ سنتا ہے اور سمع اس کی ازلی نعت ہے اور شکلوں اور رنگوں کو اپنی بصر قدیم کے ساتھ دیکھتا ہے پس وہ ازلاً ابداً سمیع وبصیر ہے مسموع کے حادث ہونے سے اس کی صفت سمع کا حادث ہونا لازم نہیں آتا۔ اسی طرح کسی مبصر کے حدوث سے اس کی صفت بصر حادث نہیں ہوتی وہ سنتا اور دیکھتا ہے کوئی مسموع اس کی سمع سے غائب نہیں ہوسکتا اگرچہ کتنا ہی پوشیدہ ہو اور اس کی رویت سے کوئی چیز غائب نہیں ہوتی اگرچہ وہ نظر میں کتنی ہی دقیق ہو اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اندھیری رات میں بالکل بند پتھر پر چلنے والی چیونٹی کی آواز بھی دیکھتا سنتا ہے اللہ تعالیٰ ایک ہے اسکی ذات (۱) وصفات وافعال واحکام واسماء میں کوئی شریک نہیں اسکی مثل کوئی شئی نہیں وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہاں اس کا محتاج ہے اس کی صفات نہ مخلوق ہیں نہ تحت قدرت ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہیں تھیں پھر موجود ہوئیں۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا ہے نہ اس کیلئے بیوی ہے جو اس کا باپ یا بیٹا بتائے یا اس کیلئے بیوی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بددین ہے۔

وہ حی ہے یعنی خود زندہ ہے بلکہ سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے جسے جب چاہے زندہ کرے جب چاہے موت دے۔ وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب و

---

(۱) نیست مانند ذات او را ذاتے۔ نہ مانند اسم او را اسمائے نہ مانند فعل او را فعلے مگر از جہت موافقت

نقصان ہے پاک ہے یعنی عیب ونقصان کا اس میں ہونا محال ہے مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل وغیرہ تمام عیوب اس پر قطعاً محال اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنیٰ کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور اس کی عیبی بتانا ہے۔

اس کا علم ہر شئے کو محیط ہے ازل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا چیزیں بدلتی ہیں اور اس کا علم نہیں بدلتا۔ پس یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ بندے کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا کفر صریح ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں. **من اعتقد ان اللہ لا یعلم الا شیاء قبل و قو عھا فھو کا فر** جو شخص یہ اعتقاد کرے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ چیزوں کو ان کے وقوع سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔ وہ غیب و شہادت سب کو جانتا ہے علم ذاتی اسکا خاصہ ہے جو شخص غیب یا شہادت کا علم ذاتی غیر خدا کیلئے ثابت کرے کافر ہے علم ذاتی کے یہ معنی ہیں کہ بے خدا کے دیئے خود حاصل ہو علم کی طرح اس کی باقی تمام صفات بھی ہیں علم حیات قدرت سننا دیکھنا کلام ارادہ وغیرہ اسکے صفات ذاتیہ ہیں صفات ذاتیہ ہیں مگر کان آنکھ زبان سے اسکا سننا دیکھنا کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک ہے ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے

افعال باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اور تدبیر کرنے والا ہے آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اسی کا پیدا کیا ہوا ہے باری تعالیٰ بندوں کے افعال واعمال کا پیدا کرنے والا ہے

لفظ بلفظ وبزرگ ومنزہ است ذات قدیم کہ باشد اور اصفت محدثہ چنانچہ محال است کہ باشد مرذات محدثہ را صفت قدیم وایں ہمہ مذہب اہل حق وسنت وجماعت است رضی اللہ عنہم

کفر وایمان طاعت وعصیان اور نیکی بدی اللہ تعالیٰ کے ارادے خلق حکم اور تقدیر سے ہے لیکن وہ ایمان وطاعت و نیکی سے راضی ہے اور کفر وعصیاں اور بدی سے راضی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں

مومن کو ایمان و اعمال حسنہ کی توفیق دینا اور ثواب عطا فرمانا اس کا فضل وکرم (تبلیغ انبیاء اسکا فضل) ہے اور کافر کو صرف عقل وحواس عطا فرما کر تبلیغ انبیا کا اسکے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا اس کا عدل وقہر اور فضل وکرم ہر دو صورت میں تعریف کے لائق ہے صفت عدل وفضل کی چھ صورتیں ہیں جن پر اعتقاد رکھنا مومن پر فرض ہے ۔

۱ حق سبحانہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں فرماتا۔

۲ کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔

۳ کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا۔

۴ اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجتا ہے اس میں بھی ان کیلئے اجر رکھتا ہے۔

۵ کسی کو طاعت یا معصیت پر مجبور نہیں فرماتا۔

۶ طاقت سے باہر کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

باری تعالیٰ کے کاموں میں اس کی اپنی کوئی غرض نہیں کیونکہ صاحب غرض محتاج ہوتا ہے اور وہ بے نیاز ہے ہاں اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے جس کے فائدے بندوں کی طرف لوٹتے ہیں ذات مقدس کو ان کی حاجت نہیں۔

حق تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں یعنی جو نام شرع شریف میں وارد ہیں انکے سوا اور نام اپنی طرف سے نہیں بنا سکتے خواہ وہ نام اس نام کا ہم معنی ہو جو شریعت میں وارد ہے مثلاً اسے شافی کہتے ہیں طبیب نہیں جواد کہتے ہیں سخی نہیں کہتے یہاں کلام ان ناموں میں ہے جو صفات وافعال

سے مشتق ہیں اور اسماء اعلام میں کلام نہیں جو ہر لغت میں موضوع ہیں مگر جو نام کافروں کی لغت میں مخصوص ہو اس کیساتھ نہ پکارنا چاہئے کیونکہ خوف کفر ہے۔

تقدیر

ہر بھلائی برائی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی جیسا ہونیوالا تھا اور جو جیسا کرنیوالا تھا اپنے علم سے جانا اور لکھ دیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا ہی اس نے لکھ دیا زید کے ذمہ برائی لکھی اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر بھلائی کرنیوالا ہوتا تو وہ اس کیلئے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا اسکے لکھدینے نے کسی کو مجبور نہیں کردیا تقدیر کے انکار کرنیوالوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کا مجوس بتایا

ہمیں قضاوقدر کا مسئلہ اور بندے کے اختیار کا مسئلہ دونوں شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد سے معلوم ہوئے ہیں دونوں پر ایمان لانا چاہیئے اگر اس پر بھی خلجان اور تردو باقی رہے تو اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ حقیقت ایمان یہی ہے کہ تم شارع علیہ السلام سے سنو اسکی تصدیق کرو اگر تم ایمان کو اپنی عقل کے حکم پر موقوف رکھتے ہو تو سمجھ لو کہ تم اپنے اوپر ایمان لائے نہ کہ شارع علیہ السلام پر اس مسئلہ میں زیادہ خوض و بحث منع ہے اس پر ایمان لاکر اپنی نجات کی فکر چاہیئے اور عمل میں کوشش کرنی چاہیئے عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ

نبوت و رسالت

(۱) نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس پر خدا کی جانب سے وحی شریعت نازل ہوئی ہو اور اس میں صرف اس نبی کیلئے عبادت کا طریقہ بیان ہو پھر اگر وہ نبی اس امر پر مامور ہو کہ شریعت مخلوق الہیٰ کو پہنچائے پس ایسا مامور نبی (۲) رسول کہلاتا ہے۔ انبیاء سب بشر تھے اور مرد نہ کوئی نبی جن ہوا ہے نہ عورت نبی ہونے کیلئے اس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلاواسطہ۔

(۱) تکملہ عقائد تو رپشتی ص ۱۷۳ بحوالہ شواہد النبوۃ اور فتوحات مکیہ باب رابع عشر

ایضاً بمعناہ شرح عقائد جلالی ص ۱۳

(۲) جمہور علماء کے نزدیک نبی رسول سے عام ہے اور من وجہ رسول بھی نبی سے عام ہے اس لئے کہ نبی صرف انسانوں سے ہیں اور رسول انسانوں سے بھی تھے اور فرشتوں سے بھی ہیں

وحی نبوت انبیاء کیلئے خاص ہے جو اسے غیر نبی کیلئے مانے کافر ہے نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے اسکے جھوٹے ہونیکا احتمال نہیں ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القاء ہوتی ہے اس کو الہام کہتے ہیں اور وحی شیطان کہ القاء من جانب شیطان ہو یہ کاہن ساحر اور دیگر کفار وفساق کیلئے ہوتی ہے

نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الہٰی ہے جسے

چاہے اپنے فضل وکرم سے دیتا ہے ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے جو قبل حصول نبوت تمام اخلاق رذیلہ سے پاک اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کہ جملہ مدارج ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب وجسم وقول وفعل وحرکات وسکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو

باعث نفرت ہو اسے عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کے عقل سے بدرجہا زاید ہے کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اسکے لاکھویں حصے تک نہیں پہنچ سکتی **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم** اور جو اسے اس طرح مانے کہ آدمی اپنے کسب وریاضت سے منصب نبوت تک پہنچ سکتا ہے کافر ہے جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے

نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی اور بد دینی ہے عصمت انبیاء کے یہ

معنی ہیں کہ ان کیلئے حفظ الٰہی کا وعدہ ہولیا جس کے سبب ان سے صدور گناہ شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ واکابر اولیاء کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے ان سے گناہ نہیں ہوتا اگر ہو تو شرعاً محال نہیں۔

انبیاء علیم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کیلئے باعث نفرت ہو جیسے کذب و خیانت جہل وغیرہا صفات ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ عمداً اور قصداً صغائر سے بھی قبل از نبوت و بعد از نبوت معصوم ہیں اللہ تعالیٰ نے انبیا علیم السلام پر بندوں کیلئے جتنے احکام نازل فرمائے انہوں نے وہ سب پہنچا دیئے جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نے چھپا رکھا تقیہ (خوف) کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہ پہنچایا کافر ہے۔

اللہ عزوجل نے انبیاء علیم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی مگر علم غیب ان کو اللہ تعالیٰ کے دینے سے ہے لہذا ان کا علم عطائی ہوا اور علم عطائی اللہ تعالیٰ کیلئے محال ہے کہ اسکی کوئی صفت کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا بلکہ ذاتی ہے جو لوگ انبیا بلکہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلق علم غیب کی نفی کرتے ہیں وہ قرآن عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں۔ افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض یعنی قرآن عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں کہ آیات نفی دیکھتے ہیں اور ان آیتوں سے جن میں انبیاء علیم السلام کو غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے انکار کرتے ہیں حالانکہ نفی اثبات دونوں حق ہیں کہ نفی علم ذاتی کی ہے جو کہ خاصہ الوہیت ہے اثبات علم عطائی کا ہے کہ یہ انبیاء ہی کے شایان شان ہے اور منافی الوہیت ہے

انبیاء علیم السلام غیب کی خبر دینے کیلئے ہی آتے ہیں جنت نار حشر نشر عذاب وثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں ان کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل وحواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے

انبیاء کرام تمام مخلوق یہاں تک کہ رسل ملائکہ سے افضل ہیں (۱) ولی کتنا ہی بڑے مرتبے والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ ولی کو نبی سے افضل بتانا کفر و ضلالت اور الحاد و جہالت ہے۔

نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ تمام فرائض کا اصل ہے کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے

حضرت آدم عیلہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور اپنا خلیفہ بنایا۔ حضرت آدم علیہ اسلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا بلکہ سب انسان انکی اولاد ہیں اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں یعنی اولاد آدم اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر کہتے ہیں یعنی سب انسانوں کے باپ۔

سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے اور سب میں پہلے رسول جو کفار کی طرف بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔

انبیاء کی کوئی قطعی تعداد معین کرنا جائز نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معین پر ایمان رکھنے میں کسی نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا کسی غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں لہذا یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے نبیوں کے مختلف درجے ہیں بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین ﷺ ہیں حضور کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کا ان حضرات کو مرسلین اولوالعزم کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیاو

---

(۱) شرح فقہ اکبر ص ۱۴۸ اہاں بعض صوفیہ کی طرف یہ منسوب ہے کہ وہ ولایت نبی کو نبوت نبی سے افضل مانتے ہیں مگر حق یہ ہے کہ نبی کی نبوت اور رسالت کا مرتبہ اسکی ولایت سے اکمل اور اعلیٰ ہوتا ہے واما ماحکی عن ابن العربی من خلاف ذالک فحسن الظن بہ انہ من المفتریات علیہ المنسوبات الیہ شرح فقہ اکبر ۱۴۹ بعض کرامیہ نے کہا ہے کہ ولی کا نبی سے افضل ہونا جائز ہے ان کا یہ قول اعتقاد کفر ہے (تمہید ابو شکور سالمی ۶ ۷ مطبوعہ لاہور)

مرسلین انس وملک وجن وجمیع مخلوقات الہی سے افضل ہیں جس طرح حضور تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں بلا تشبیہ حضور کے صدقہ میں حضور کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔

انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں اسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے وعدہ الٰہیہ کیلئے ایک آن کو ان پر موت طاری ہوئی پھر بدستور زندہ ہو گئے ان کی حیات حیات شہید سے بہت ارفع واعلیٰ ہے اسی لئے شہید کا ترکہ تقسیم ہو گا اسکی بیوی بعد عدت نکاح کر سکتی ہے بخلاف انبیا علیہم السلام کہ وہاں یہ جائز نہیں

معجزہ

معجزہ اس خرق عادت کو کہتے ہیں جو مدعی نبوت سے ظاہر اور اس کے دعویٰ کی تائید کرے اور غیر نبی ایسا معجزہ پیش کرنے سے عاجز ہو خرق عادت کے معنی یہ ہیں کہ ظاہری اسباب کے بغیر ہی ایسا کام نبی کے ہاتھوں ظاہر ہو جسے ہم سمجھنے سے عاجز ہوں۔ حکیم مطلق نے دنیا کے امور اسباب پر موقوف رکھے ہیں عام قانون قدرت یہی ہے کہ بغیر اسباب کے کوئی کام پیدا نہیں کرتا اسی کو عادت کہتے ہیں بعض اوقات وہ اپنی قدرت کاملہ سے کسی ظاہری سبب کے بغیر ہی اپنے رسول کے ہاتھوں کوئی کام خلاف عادت پورا کر دیتا ہے تاکہ یہ چیز اس کی رسالت کی تائید بن سکے۔

نبوت کا دعویٰ ایک غیر معمولی اور عظیم الشان کام ہے چنانچہ اس دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے دلیل بھی اتنی ہی قوی ہونی چاہیئے معجزہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قہر کا مظہر ہوتا ہے اس کے غلبے اور رعب کے سامنے کسی کے پاؤں نہیں جمتے اور اختیار ہاتھ سے نکل جاتا ہے اگر معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ایک انسان منکر اور کافر رہے تو یہ بات اس کی ازلی بدنصیبی اور قلبی عناد کے بغیر اور کیا ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو بے شمار معجزات عطا فرمائے خود قرآن حکیم ہی اتنا بڑا معجزہ ہے کہ باوجود کھلے چیلنج کے آج تک کسی شخص کو اس کے معارضے اور مقابلے کی جرات نہیں ہوئی اس کے علاوہ شق قمر ردشمس استن حنانہ کا رونا اور درختوں اور پتھروں کا حضور کو سلام کہنا

انگلیوں سے پانی نکلنا بیماروں کا شفا پانا اور پتھروں اور کنکروں کا کلمہ پڑھنا کھانے سے تسبیح کی آواز اور دیگر بے شمار معجزات ہیں جنہیں علماء (ا) سیر نے تفصیلاً ذکر کیا ہے

حضور سید المرسلین ﷺ کے فضائل و خصائص

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے فضائل و کمالات کا احاطہ طاقت بشری سے خارج ہے علمائے ظاہر و باطن سب یہاں عاجز ہیں ہاں جو معجزات و کمالات و فضائل دیگر انبیائے صلوٰت اللہ علیہم اجمعین میں جدا جدا تھے وہ سب بلکہ بڑھ کر حضور سید عالم ﷺ کی ذات شریف میں مجتمع تھے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

علاوہ ازیں وہ فضائل و معجزات جو حضور علیہ السلام سے مخصوص ہیں ان کو آپ کے خصائص کہتے ہیں اور یہ بھی بکثرت اور حد وحصر سے خارج ہیں اس باب میں بعض خصائص ذکر کیے جاتے ہیں

علامہ یوسف نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین کے نام سے نہایت جامع المعجزات کتاب لکھی ہے

۱ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے اخیر میں مبعوث فرمایا

۲ عالم ارواح ہی میں آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی عالم میں دیگر انبیا کرام علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کی روحوں نے آپ کی روح انور سے فیض حاصل کیا

۳ عالم ارواح میں دیگر انبیا کرام علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کی روحوں سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ اگر وہ حضور انور کے زمانے کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔

۴ یوم الست میں سب سے پہلے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ہی بلیٰ کہا تھا

۵ حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مخلوقات حضور انور ہی کیلئے پیدا کیے گئے

۶ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور کے والد ماجد اور حضرت حوا سے لیکر حضور کے والدہ ماجدہ تک حضور کا نسب شریف سفاح (زنا) سے پاک رہا

۷ حضورانور کی ولادت شریف کے وقت بت اوندھے گر پڑے اور جنوں نے اشعار پڑھے

۸ حضور ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ اور آلودگی سے پاک صاف پیدا ہوئے

۹ پیدائش کے وقت آپ حالت سجدہ میں تھے اور ہر دو انگشت آسمان کیطرف اٹھائے ہوئے تھے

۱۰ آپ کے ساتھ پیدائش کیوقت ایسا نور نکلا کہ اس میں آپکی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے محل دیکھ لئے

۱۱ فرشتے حضور کے گھوارے کو ہلایا کرتے تھے آپ نے گھوارے میں کلام کیا چنانچہ آپ چاند سے باتیں کیا کرتے جسوقت آپ اسکی طرف انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے وہ آپکی طرف جھک جاتا۔

۱۲ بعثت سے پہلے گرمی کیوقت اکثر بادل آپ پر سایہ کرتا تھا اور درخت کا سایہ آپکی طرف آجاتا تھا

۱۳ حضور کے اسماء مبارکہ میں تقریباً ستر نام وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہیں

۱۴ حضور اقدس ﷺ کا ایک اسم مبارک احمد ہے آپ سے پہلے جب سے دنیا پیدا ہوئی کسی کا یہ نام نہ تھا لہذا کتب سابقہ الہامیہ میں جو احمد کا ذکر ہے وہ آپ ہی ہیں

۱۵ حضور اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتے جیسا کہ سامنے سے دیکھتے تھے رات کو اندھیرے میں ایسا دیکھتے جیسا کہ دن کے وقت اور روشنی میں دیکھتے

۱۶ حضور کے دہن مبارک کا لعاب آب شور کو میٹھا بنا دیتا اور شیر خوار بچوں کیلئے دودھ کا پیغام دیتا

۱۷ جب آپ کسی پتھر پر چلتے تو اس پر آپ کے پائے مبارک کا نشان ہو جاتا چنانچہ مقام ابراھیم میں ہے اور سنگ مکہ میں آپ کی کہنیوں کا نشان مشہور ہے

۱۸ آپ کی آواز مبارک اتنی دور تک پہنچتی کہ کسی دوسرے کی نہ پہنچتی چنانچہ جب آپ

خطبہ دیا کرتے تھے تو پردہ نشین عورتیں اپنے گھروں میں سُن لیا کرتی تھیں۔

۱۹ آپ کی قوت سامعہ سب سے بڑھ کر تھی یہاں تک اژدحام ملائک کے سبب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی ہے آپ وہ بھی سن لیتے تھے

۲۰ حضرت جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہی میں ہوتے آپ انکے بازوؤں کی آواز سن لیتے تھے اور جب وہ وہاں سے آپ کی طرف وحی کیلئے اترنے لگتے تو آپ انکی خوشبو سونگھ لیتے

۲۱ حضور انور کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا

۲۲ حضور میانہ قد مائل بہ درازی تھے مگر جب دوسروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند نظر آتے تاکہ باطن کی طرح ظاہری صورت میں بھی کوئی آپ سے بڑا معلوم نہ ہو

۲۳ حضور اقدس ﷺ کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ نور ہی نور تھے۔

۲۴ آپ کے بدن شریف پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور کپڑوں میں جوں نہ پڑتی

۲۵ آپ جس پر اپنا دست مبارک رکھتے آپ کے دست مبارک کی جگہ کے بال سیاہ ہی رہا کرتے کبھی سفید نہ ہوتے

۲۶ حضور اقدس ﷺ کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی جس راستے سے آپ گزرتے اس میں بوئے خوش رہتی جس سے پتہ چلتا آپ یہاں سے گزرے ہیں

کیا خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں

جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

۲۷ جس چوپائے پر آپ سوار ہوتے وہ بول و براز نہ کرتا جب تک کہ آپ سوار رہتے

۲۸ حضور انور شب معراج میں جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں آسمانوں سے

اوپر تشریف لے گئے

بلکہ جائے کہ جانبود آنجا　　محرمے جز خدا نبود آنجا

آپ اُس جگہ (لامکاں) تشریف لے گئے کہ وہاں خدا کے سوا آپ کا کوئی محرم نہ تھا

۲۹ آپ نے اپنے پروردگار جل شانہ کو آنکھوں سے دیکھا اور اسکے ساتھ کلام کیا اسی رات آپ بیت المقدس میں نماز میں دیگر انبیائے کرام اور فرشتوں کے امام بنے

۳۰ حضور علیہ الصلوۃ والسلام خاتم النبیین ہیں خاتم النبیین کے لغوی معنی اور احادیث اور تفاسیر اور اجماع امت کی رو سے متواتر قطعی اجماعی معنی یہ ہیں کی حضور علیہ السلام کا زمانہ سب انبیاء کرام کے زمانے کے بعد اس زمین میں یا کسی دوسرے طبقے میں کوئی جدید نبی نہیں آسکتا پس جو شخص حضور کے زمانے میں یا حضور کے وصال شریف کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے وہ ختم نبوت کا منکر ہے اور کتاب وسنت اور اجماع امت کی رو سے دائرہ اسلام سے خارج ہے بلکہ جو شخص باوجود اطلاع کے ایسے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

۳۱ (۱) اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شئے کا علم دیا یہاں تک کہ روح اور ان امور خمسہ کا علم بھی عنایت فرمایا جو سورۃ لقمان کی آخری آیت (۲) میں مذکور ہیں ۳۲۱ آخری نبی ہونا سید عالم ﷺ کا خاصہ اور آپ کیلئے فضل جلیل ہے کیونکہ حضور کے دین متین کا ناسخ کوئی نہیں آئے گا حضور سب سے بلند و برتر رہے ان سے بلند و بالا کوئی نہ ہوگا

۳۳ قبر میں میت سے حضور کی نسبت سوال ہوتا ہے

۳۴ حضور کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح حرام ہوگیا

(1) کشف الغمہ ص ۴۴ ج ۲۔

۳۵ جس نے حضور کو خواب میں دیکھا اس نے بے شک آپ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان آپ کی صورت شریف کی طرح نہیں بن سکتا

۳۶ حضور کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین عادل ہیں لہذا شہادت و روایت میں ان میں سے کسی کی عدالت سے بحث نہ کی جائے جیسا کہ دیگر راویوں سے کی جاتی ہے

۳۷ جس مومن کو حضور پکاریں اس پر اس کا جواب دینا واجب ہے خواہ وہ نماز میں ہو

۳۸ حضور علیہ السلام گناہ صغیرہ کبیرہ عمداً سہواً قبل از نبوت سے معصوم ہیں یہی مذہب مختار ہے

۳۹ جو شخص حضور کو سب و شتم کرے یا کسی وجہ سے صراحۃً کنایۃً آپ کی تنقیص شان کرے اس کا قتل کرنا بالاتفاق واجب ہے ضروری نوٹ:۔ حد اور تعزیر کا قائم کرنا حاکم اسلام کا کام ہوتا ہے

۴۰ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جس شخص کیلئے جس حکم کی تخصیص چاہتے کر دیتے چنانچہ آپ نے خزیمہ انصاری کیلئے یہ تخصیص فرمائی کہ انکی شہادت حکم دو شہادت کا رکھتی ہے اسی طرح آپ نے حضرت ام عطیہ انصاریہ کو بین کرنے کی رخصت دی اور حضرت اسما بنت عمیس کو رخصت دی کہ وہ اپنے خاوند حضرت جعفر بن طالب رضی اللہ عنہما شہادت پر صرف تین دن سوگواری کر بعد ازاں جو چاہے کرے اور حضرت ابو بردہ بن نیار کو اجازت دیدی کہ تمہارے واسطے قربانی میں ایک سال سے کم بزغالہ کافی ہے آپ نے ایک فقیر سے ایک عورت کا نکاح کر دیا اور اسکا مہر یہ مقرر کیا کہ فقیر کو

---

(۲) ان اللہ عندہ علم الساعتہ وینزل الغیث ویعلم ما فی الا رحام وما تدری نفس ما ذا تکسب غداً وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر ترجمہ: بیشک علم قیامت اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا تحقیق اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبر دینے والا ہے

جتنا قرآن یاد تھا وہ عورت کو پڑھا دے ایک آدمی کا دو نماز پر اسلام قبول کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو طلوع فجر کی بجائے طلوع شمس سے روزہ شروع کرنے کی اجازت دی مزید تفصیل کے لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی کتاب الامن والعلیٰ ملاحظہ فرمائیں

۴۱ حضور نے بطور میراث کچھ نہیں چھوڑا جو کچھ آپ نے چھوڑا وہ صدقہ وقف تھا

۴۲ حضور کا مرقد منور کعبہ مکرمہ اور عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے

۴۳ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر روز صبح و شام آپ کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں

۴۴ قیامت کے دن ہر ایک نسب و سبب سے منقطع ہوگا (یعنی سود مند نہ ہوگا) مگر حضور کا نسب و سبب منقطع نہ ہوگا اسی واسطے حضرت عمر فاروق نے ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا سے نکاح کیا تھا۔

۴۵ قیامت کے دن لواء الحمد حضور کے دست مبارک میں ہوگا اور حضرت آدم علیہ السلام اور انکے سوا تمام انبیاء علیہم السلام اس جھنڈے تلے ہوں گے

۴۶ قیامت کے دن مرتبہ شفاعت کبریٰ حضور کے خصائص سے ہے کہ جب تک حضور فتح باب شفاعت نہ فرمائیں گے کسی کو مجال شفاعت نہ ہوگی حضور کی اطاعت میں اطاعت الٰہی ہے طاعت الٰہی بے طاعت حضور ناممکن یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو حضور اسے یاد فرمائیں تو وہ فوراً جواب دے حاضر خدمت ہو یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور سے کلام کرے بدستور نماز میں رہے اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور کو ملا حضور نبی الانبیاء ہیں اور تما انبیا حضور کے امتی سب نے اپنے اپنے عہد کریم میں حضور کی نیابت میں کام کیا۔

اللہ عزوجل نے حضور کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا بایں معنی ہر جگہ حضور تشریف فرما ہیں۔ (۱)

ملائکہ

☆ فرشتے اجسام نوری ہیں اللہ تعالیٰ نے انکو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جا ئیں کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں

☆ وہی کرتے ہیں جو حکم الہیٰ ہے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے نہ قصداً نہ سہواً نہ خطاء، وہ اللہ کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے

پاک ہیں

☆ انکو مختلف خدمتیں سپرد ہیں بعض کے ذمہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق مجالس ذکر کا تلاش کر کے اس میں حاضر ہونا، بعض کے ذمے انسان کے نامہ اعمال لکھنا بہت سے فرشتوں کا دربار رسالت میں حاضری دینا بعض کے ذمے دربار رسالت میں مسلمانوں کی صلوۃ وسلام پیش کرنا، بعض کے متعلق مُردوں سے سوال کرنا، کسی کے ذمہ قبض روح کرنا، بعضوں کے ذمہ عذاب کرنا، کسی کے متعلق صور پھونکنا اوران کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو فرشتے بحکم الہیٰ انجام دیتے ہیں۔

☆ فرشتے نہ مرد نہ عورت توالدو تناسل کا سلسلہ ان کے ہاں نہیں پایا جاتا

☆ انکی تعداد وہی جانے جس نے انکو پیدا کیا اور اسکے بتائے سے اسکا رسول

☆ تمام فرشتوں میں چار فرشتے زیادہ مقرب ہیں یہ چاروں دنیا کے بڑے بڑے

اور بایں معنی بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حاضر ناظر کہا جاتا ہے کہ تمام کائنات حضور کے پیش نظر ہے تمام عالم کا آپ مشاہدہ فرما رہے ہیں چنانچہ شیخ محقق عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں با چندیں اختلافات وکثرت مذہب کہ در علماء امت است یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتو ہم تاویل دائم وباقی است وبر اعمال امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت راد متوجہان آنحضرت را مفیض ومربی است (اقرب السبل بر حاشیہ اخبار الاخیار ۱۲۱)

انتظامات پر مامور ہیں ملک اور ملکوت کے اہم معاملات انہیں کے سپرد ہیں ان چاروں کے نام یہ ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت اسرافیل علیہ السلام

☆ کسی فرشتہ کیساتھ ادنی گستاخی کفر ہے بعض جاہل اپنے کسی دشمن یا ناپسندیدہ شخص کو دیکھ کر کہتے ہیں ملک الموت آگیا یہ کلمہ ایسی جگہ استعمال کرنا نہایت گناہ ہے

☆ فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اسکے سوا کچھ نہیں یہ دونوں باتیں کفر ہیں

جن

جن آگ سے پیدا کئے گئے ہیں ان میں سے بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ وہ مختلف شکلیں بن سکتے ہیں انکی عمریں بہت ہوتی ہیں اور یہ انسانوں کیطرح ذی عقل ہیں روح اور جسم رکھتے ہیں کھاتے پیتے جیتے مرتے ہیں ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی انکے کفار انسان کی نسبت بہت زیادہ ہیں اور انکے شریروں کو شیطان کہتے ہیں حق یہ ہے کہ ابلیس بھی جنوں سے تھا کثرت عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں شامل تھا امر الہیٰ سے انکار کی وجہ سے مردود اور لعنتی ہوگیا

جن کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ جن یا شیطان صرف بدی کی قوت کا نام ہے کفر ہے

الہامی کتابیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض رسولوں پر صحیفے اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں انکی تعداد ایک سو چار تک ہے مگر ان میں چار کتابیں بڑی اور مشہور ہیں (۱) توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (۲) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر (۳) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی (۴) چوتھی اور آخری آسمانی کتاب جو کہ سب سے افضل اعظم اکمل کتاب ہے سب سے افضل اور اعلیٰ رسول حضور پر نور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی

☆ کلام الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا بایں معنی ہے کہ ہمارے لئے اس میں ثواب زائد ہے ورنہ اللہ ایک اسکا کلام ایک اس میں افضل مفضول کی گنجائش نہیں

سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں ان سب پر ایمان ضروری ہے مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے امت کے سپرد کی تھی ان سے اسکا حفظ نہ ہو سکا کلام الٰہی جیسا اترا تھا ویسا ان کے ہاتھوں باقی نہ رہا بلکہ انکے شریروں نے ان کتابوں میں تحریف کر دی یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا لہذا جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو وہ اگر ہماری کتاب کے مطابق ہے، ہم اسکی تصدیق کرینگے اور اگر مخالف ہے تو یقیناً جانیں گے کہ یہ ان شریروں کی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت مخالفت کچھ معلوم نہ ہو تو یہ حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب بلکہ یوں کہہ دیں کہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔

☆ چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے لہذا قرآن کریم کی حفاظت اللہ رب العزت نے خود اپنے ذمہ رکھی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ہے (ترجمہ) بے شک ہم نے قرآن اتارا اور بیشک ہم اسکے ضرور نگہبان ہیں لہذا اس میں کسی حرف یا نقطے کی کمی بیشی محال ہے

☆ جو شخص یہ کہے کہ قرآن حکیم میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیات بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا یا بڑھا دیا یا بدل دیا قطعاً کافر ہے کیونکہ اس نے آیت مذکورہ بالا کا انکار کیا

☆ قرآن کریم کی سات قراتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں ان میں معاذ اللہ کہیں اختلاف معنی نہیں وہ سب حق ہیں اور اس امت کیلئے آسانی یہ ہے کہ جس کیلئے جو قرات آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو رائج ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے جیسے ہمارے ملک میں قراۃ عاصم بروایت حفص

☆ قرآن حکیم کی بعض آیتوں نے بعض آیات کو منسوخ کر دیا

نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کیلئے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ اس حکم کی میعاد فلاں وقت تک ہے جب وہ میعاد پوری ہو جاتی ہے تو پھر دوسرا حکم نازل ہوتا ہے جس سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا اور حقیقتاً دیکھا جائے تو اسکے وقت کا ختم ہونا بتایا گیا بعض لوگ منسوخ کا معنی باطل ہونا کہتے ہیں یہ بہت سخت بات ہے احکام سب حق ہیں وہاں باطل کی رسائی کہاں۔

☆ قرآن حکیم کی بعض باتیں محکم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض متشابہ کہ ان کا پورا مطلب اللہ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا متشابہ کے معنی کی تلاش وہی کرتا ہے جسکے دل میں کجی ہوتی ہے جو لوگ علم میں راسخ ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم اسکے ساتھ ایمان لائے محکم و متشابہ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے

☆ قرآن کریم میں ہر چیز کا بیان ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شی (ا) ترجمہ اور ہم نے تجھ پر ایسی کتاب اتاری جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے نیز فرماتا ہے **ما فرطنا فی الکتاب من شیی** (ترجمہ) ہم نے کتاب میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھی۔

امامت وخلافت

امامت دو قسم پر ہے صغری کبریٰ۔ امامت صغریٰ امامت نماز ہے اور امامت کبریٰ نبی اکرم ﷺ کی نیابت مطلقہ کہ حضور کی نیابت سے تمام مسلمانوں کے تمام امور دینی دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھے اور غیر معصیت میں اسکی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق وامام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی پھر چھ ماہ کیلئے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم ہوئے

ان حضرات کوخلفائے راشدین اوران کی خلافت کوخلافت راشدہ کہتے ہیں۔

بعد انبیاء ومرسلین تمام مخلوق الہی انسانوں جنوں فرشتوں سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم اجمعین جو شخص مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو صدیق یا فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے گمراہ بد مذہب ہے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اہل خیر وصلاح ہیں اور عادل ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت بد مذہبی وگمراہی ا ستحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے اگر چہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے مثلاً حضرت امیر معاویہ حضرت ابوسفیان حضرت ہندہ حضرت سیدنا عمرو بن عاص حضرت مغیرہ بن شعبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور تبرا گوسنی نہیں

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے ان کا مجتہد ہونا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث صحیح بخاری باب وتر میں بیان فرمایا مجتہد سے صواب وخطا دونوں صادر ہوتے ہیں خطاء دو قسم کی ہے خطاء عنادی یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطا اجتہادی یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس پر عنداللہ بالکل مواخذہ نہیں حضرات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجھہ

تبیان ایسا واضح اور جلی بیان جس سے خفاء باقی نہ رہے اور بیان کے لیے مبین کا ہونا ضروری ہے اور وہ اللہ تعالی ہے اور مبین لہو (جن کے لیے بیان کیا گیا ہے) وہ ذات پاک ہے جس پر اللہ تعالی نے قرآن کریم نازل فرمایا ہے سیدنا ومولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شی اہلسنت کے نزدیک ہر موجود کو کہا جاتا ہے تو اس میں عرش سے فرش تک اور مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک تمام موجودات داخل ہیں اوران موجودات میں لوح محفوظ بھی ہے جس میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے پس غور فرمائیں جب قرآن میں ہر چیز کا واضح ور تفصیلی بیان ہے اور یہ بیان حق سبحانہ وتعالی نے حضور علیہ السلام کو تعلیم فرمایا ہے تو اب یہ امر ظاہر ہے کہ بتعلیمہ تعالی نبی امی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پاک میں ہر چیز کا علم ہے کوئی چیز ان سے مخفی نہیں ہے امی و دقیقہ دان عالم

بے سایہ وسائبان عالم

الکریم سے اختلاف اسی قسم کا تھا اور فیصلہ وہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈگری اور امیر معاویہ کی مغفرت۔ لہذا امیر معاویہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ حضور سید عالم ﷺ بلکہ حضرت اللہ عزوجل و علا پر طعن کرتا ہے (حضور پر نور سید عالم سید عالم ﷺ نے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا۔ ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظمتین من المسلمین (بخاری) میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اسکے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرادے چنانچہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے باختیار خود اپنے ساتھ لشکر جرار ہونے کے باوجود امارت وخلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور تقریباً بیس سال تک وہ تمام مسلمانوں کے متفق امیر رہے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں مومنین منفقین مقاتلین قبل فتح مکہ اور بعد فتح مکہ اور پھر دونوں فریق کے بارے میں فرمایا کلا وعد اللہ الحسنی سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا حسنٰی سے مراد جنت ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قطعی جنتی ہیں ان کی شان اقدس میں گستاخی اور بے ادبی کرنا اللہ جل شانہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کو ایذا دینا ہے اسی طرح حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا قطعی جنتی ہیں، حضور کی بنات مکرمات اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے اور یہ سب اہل بیت میں داخل ہیں ان کی طہارت کی گواہی قرآن عظیم نے دی ہے

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہداء کرام سے ہیں ان میں سے کسی کی شہادت کا انکار گمراہی، بد دینی اور دین و دنیا کا نقصان ہے

اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایان اہل سنت ہیں جو ان سے محبت نہ رکھے مردود ملعون وخارجی ہے یزید پلید فاسق وفاجر مرتکب کبائر تھا بعض لوگ غلو و افراط کیوجہ سے اسکی شان ومنزلت بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں چونکہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کی بنا پر امیر مقرر ہوا تھا

امام حسین پر ضروری تھا کی انکی اطاعت کرتے یہ قول وعقیدت سراسر باطل ہے اور مسلک اہل سنت کے بالکل خلاف ہے ہماری رائے میں یزید مبغوض ترین انسان تھا اس بد بخت نے جو کا رہائے بدسر انجام دیئے ہیں امت رسول میں سے کسی سے نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے احباب کو اہل بیت اور انکے نیک خواہوں کے زمرے میں رکھے اور دنیا و آخرت میں اہل بیت کے مشرب و مسلک پر رکھے (آمین)

بحرمة النبی و آلہ الا مجادمن ودست و دامان آل رسول (تکمیل الایمان ملخصاً)

ولایت

ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیئے ہوں جسے عرف میں علم لدنی کہا جاتا ہے احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سوائے کسی عذر شرعی کے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔

اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف واختیار دیا جاتا ہے یہ حضرات نبی کریم ﷺ کے سچے نائب ہیں انکو تصرفات و اختیارات حضور کی نیابت میں ہی ملتے ہیں ان پر علوم غیبیہ منکشف ہوتے ہیں ان میں سے بہت کو لوح محفوظ کے مندرجات پر اطلاع دی جاتی ہے

لوح محفوظ است پیش اولیا
آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

مگر یہ سب کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ وعطا سے ہے

بے ان کے واسطے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

کرامت اولیا حق ہیں ان کا منکر گمراہ ہے

اللہ کے مقبول ومحبوب بندوں سے استمداد واستعانت محبوب و مستحسن ہے یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہیے کہ وہ کسی جائز لفظ سے ہو رہا ان کو فاعل حقیقی جاننا یہ منکرین کا فریب ہے مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا منکرین کا وتیرہ ہے (ظنوا المؤمنین خیراء) انہیں ایصال ثواب کرنا نہایت موجب برکات وامر مستحب ہے اسے عرفا براہ ادب نذر ونیاز کہتے ہیں یہ نذر شرعی نہیں جس کو فقہا نے عبادت کہا ہے بلکہ نذر بمعنی ہدیہ ونذرانہ ہے عرس اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی وفاتحہ خوانی ونعت خوانی ووعظ ایصال ثواب اچھی چیزیں ہیں منہیات شرعیہ ہر حالت میں مذموم ہیں مزارات طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم

(ضروری تنبیہ) چونکہ بفضلہٖ تعالیٰ مسلمانوں کو عموماً اولیاء کرام اور بزرگان دین سے ایک خاص عقیدت ہوتی ہے اور ان کے سلسلے میں وابستگی کو اپنے لئے فلاح دارین تصور کرتے ہیں اس وجہ سے موجودہ زمانے کے بہت سے بدمذہبوں اور بے دینوں نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے پیری مریدی کا جال بھی پھیلا دیا ہے حالانکہ یہ لوگ اولیاء کے منکر ہیں بلکہ انبیا علیھم السلام کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتے ہیں لہذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح چھان بین کرلیں ورنہ اگر کسی بدمذہب کے جال میں آگئے تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　　پس بہر دستے نہ باید داد دست

کسی کو پیر پکڑنے سے پہلے ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ اس میں کم از کم چار شرطیں ضرور ہوں۔

۱:۔ بالکل صحیح العقیدہ سنی ہو (۲) کم از کم اتنا عالم دین ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے (۳) شریعت اسلامیہ کا کامل متبع ہو

خلاف پیمبر کسے راہ گزید   که ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(۴) اس کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔

عالم برزخ

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کیساتھ دنیا کو برزخ میں کسی کو آرام اور کسی کو تکلیف ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے اس میں نہ زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض روح کیلئے آتے ہیں ۔مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے اگرچہ روح بدن سے جدا ہو گئی مگر جو کچھ بدن پر گزرے گا روح ضرور اس سے آگاہ و متاثر ہو گی جس طرح حیات دنیا میں ہوتی ہے بلکہ اس سے زاید دنیا میں ٹھنڈا پانی سرد ہوا نرم فرش لذیذ کھانا سب باتیں جسم پر وارد ہوتے ہیں مگر راحت و لذت روح کو پہنچتی ہے انکے عکس بھی جسم ہی پر وارد ہوتے ہیں اور کلفت و اذیت روح پاتی ہے اور روح کیلئے خاص اپنی راحت والم کے الگ اسباب ہیں جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے بعینہ یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں

☆ موت کے معنیٰ روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہے نہ کہ روح مر جاتی ہے جو روح کو فنا جانے بدمذہب ہے

☆ مردہ کلام بھی کرتا ہے اور اسکے کلام کو عوام جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں ☆ جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں اسوقت اسکو قبر دباتی ہے اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ماں پیار میں اپنے بچے کو زور سے چپٹا لیتی ہے اور اگر کافر ہے تو اسکو اس زور سے دباتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں

ادھراوراُدھر کی ادھر ہو جاتی ہیں

☆ جب دفن کرنیوالے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں انکے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس وقت اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں ان کی شکلیں نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔

مردے کو جھنجوڑتے اور جھڑک کر اٹھاتے ہیں اور نہایت سختی کیساتھ کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں پہلا سول مَنْ رَبُّکَ تیرا رب کون ہے؟ دوسرا سوال مادینک تیراا دین کیا ہے؟ تیسرا سوال مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِی ھٰذَاالرَّجُل ان کے بارے کیا کہتا تھا مردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دیگا ربی اللہ میرا رب اللہ ہے اور دوسرا جواب دیگا دینی الاسلام میرا دین اسلام ہے تیسرے سوال کا جواب دیگا ھو رسول اللہ ﷺ وہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں وہ کہیں گے تجھے کس نے بتایا؟ کہے گا میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی

☆ عذاب قبر حق ہے اور یوں ہی ثواب قبر اور دونوں جسم و روح پر ہیں جسم اگرچہ گل جائے جل جائے خاک ہو جائے مگر اسکے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے وہ مورد عذاب و ثواب ہوں گے اور انہیں پر روز قیامت دوبارہ ترکیب جسم فرمائی جائیگی وہ کچھ ایسے باریک اجزا ہیں ریڑھ کی ہڈی میں جسکو عجب الذنب کہتے ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں نہ آگ انہیں جلاسکتی ہے نہ زمین انہیں گلا سکتی ہے وہ تخم جسم ہیں لہذا روز قیامت روحوں کا اعادہ اسی جسم میں ہوگا نہ جسم دیگر میں عذاب و ثواب قبر کا انکار وہی کریگا جو گمراہ ہے مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا غرض کہیں ہو

اس سے وہیں سوالات ہونگے اور وہیں ثواب یا عذاب اسے پہنچے گا یہاں تک کہ اسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال و جواب و عذاب جو کچھ ہو پہنچے گا۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام و علماء دین و شہدا اور حفاظ قرآن کہ قران مجید پر عمل کرتے ہوں اور

وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں انکے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی جو انبیا کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے گمراہ بددین خبیث اور بے ادب ہے

جنت

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کیلئے بنایا ہے اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا جو کوئی مثال اسکی تعریف میں دی جائے سمجھانے کیلئے ہے ورنہ دنیا کی اعلیٰ (۱) سے اعلیٰ شئی کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں

☆ جنت کی وسعت کو اللہ اور رسول ہی جانے اجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں سو درجے ہیں ایک حدیث ترمذی کی یہ ہے کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہو تو سب کیلئے وسیع ہے

☆ جنت میں جنتی جس چیز کی خواہش کریں گے میسر پائیں گے جنت میں نیند نہیں کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنت میں موت نہیں۔ جنت میں خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے آفتاب اور چودھویں رات کا چاند ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لئے مانع نہیں

دوزخ

یہ ایک مکان ہے کہ اس قہار و جبار کے جلال و قہر کا مظہر ہے جس طرح اسکی رحمت و نعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات تصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک شمہ ہے اسکی بے شمار نعمتوں سے اسی طرح اسکے غضب و قہر کی بھی کوئی حد نہیں، جہنم کے شرارے اونچے اونچے محلوں کے برابرا

کعبہ معظمہ جنت سے اعلیٰ ہے اور زمین کا وہ ٹکڑا جو حضور انور ﷺ کے جسد اطہر سے مس ہے وہ کعبہ بلکہ عرش اعلیٰ سے بھی افضل ہے مگر یہ دنیا کی چیزیں نہیں (بہار شریعت)

ڑیں گے گویا زرد اونٹوں کی قطار کے برابر آتے رہیں گے آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہے

دنیا کی آگ اس آگ کے ستر جزوں میں سے ایک جز ہے، جس کو سب سے کم درجے کا عذاب ہوگا اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ایسے کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے وہ سمجھے گا سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے۔

جہنم کی آگ ہزار برس تک دہکائی گئی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس اور یہاں تک کہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس اور یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی تو اب وہ سیاہ ہے روشنی کا نام تک نہیں۔

جبریل نے نبی کریم ﷺ سے قسم کھا کر عرض کی کہ اگر جہنم سے سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے اسکی گرمی سے مر جائیں اگر جہنم کا داروغہ اہل دنیا پر ظاہر ہو تو زمین والے کل کے کل اسکی ہیبت سے مر جائیں اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو وہ کانپنے لگیں یہاں تک کہ زمین کے نیچے تک دھنس جائیں۔تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ منہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی سر پر گرم پانی بہایا جائے گا جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی خاردار تھوہر کھانے کو دیا جائیگا وہ ایسا ہوگا کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں آجائے تو اس کی سوزش و بدبو تمام اہل دنیا کی معیشت برباد کر دے وہ گلے میں پھندا ڈالے گا تو اس کے اتارنے کیلئے پانی مانگیں گے ان کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا منہ کے قریب آتے ہی اسکی ساری کھال گل کر اس میں گر پڑے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکرے ٹکرے کر دے گی اور وہ شوربے کی طرح قدموں کی طرف نکلیں گی دوزخیوں کے بارے احادیث واردہ سے مجموعی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کفار کی شکل جہنم میں انسانی شکل نہ ہوگی کہ یہ شکل احسن التقویم ہے اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے کہ اسکے محبوب کی شکل سے مشابہ ہے بلکہ جہنمیوں کا حلیہ ایسا کریہہ اور بدصورت ہوگا کہ اگر دنیا میں کوئی جہنمی اسی صورت پر لایا جائے تو لوگ اس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے مر جائیں۔

ایمان وکفر

دین کا سب سے بڑا بنیادی مسئلہ ایمان اور کفر ہے رب تعالے نے تمام انسانوں کو دوگروہوں میں تقسیم فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے

هُوَ الَّذِی خَلَقَکُمْ فَمِنکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنکُمْ مُّؤْمِن

(ترجمہ) وہ وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا سو بعضے تم میں سے کافر اور بعضے تم میں سے مومن ہیں اور ایک تیسرے گروہ منافقین کا بھی قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے اور دراصل کافر اور منافق ایک ہی گروہ ہے لیکن منافقوں کی شکل وصورت عام کفار سے مختلف ہوتی ہے اس بنا پر ان کا بیان علیحدہ کیا گیا ہے یہ گروہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے زیادہ خطرناک ہے ائمہ اسلام نے ایمان کی تعریف اس طرح فرمائی ہے ایمان رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے کا نام ہے ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ سے قطعی (۱) اور ضروری (۲) طور پر ہو جائے اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اعمال بدن جزو ایمان نہیں رہا اقرار اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقعہ نہ ملا (مثلاً گونگا ہے یا مجبور ہے) تو اللہ کے ہاں مومن ہے اور اگر موقعہ ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو احکام دنیا میں کافر سمجھا جائے گا نہ اسکی جنازہ کی نماز پڑھیں گے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے مگر عند اللہ وہ مومن ہے بشرطیکہ کوئی امر خلاف اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔

کفر

جن امور کی تصدیق ایمان میں ضروری ہے ان سے کسی امر ضروری کی تکذیب وانکار کفر ہے ایمان کیلئے تمام ضروریات دین کی تصدیق وتسلیم ضروری ہے لیکن کفر میں ان سب چیزوں کا انکار وتکذیب ضروری نہیں بلکہ کسی ایک چیز کی تکذیب وانکار بھی کفر ہے خواہ باقی سب چیزوں کو

قطعی (۱) اور ضروری (۲) اگلے صفحہ پر

صدق دل سے قبول کرتا ہو اسی لئے ایمان واسلام کی ایک ہی حقیقت (۳) ہے اور کفر کی بہت سی اقسام معتبر نہیں اور ایمان بغیر اسلام کے معتبر نہیں پس ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہر مومن مسلم ہے اور ہر مسلم مومن ہے۔ای مصدقاً کذافی المسامرہ ۳۴۰ طبع مصر

لیکن اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی تاویل بقیہ کرے جو ہیں اقسام کفر کا تفصیلی بیان تو عقائد وکلام کی مستند کتب میں آپ کو ملے گا خلاصہ یہ ہے

(۱) تکذیب کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص سرے سے وجود باری کا ہی منکر ہو جیسے دہریہ زمانہ (کمیونسٹ وغیرہ)

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم نہ کرے جیسے ہنود یہود اور نصاریٰ

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ رسول تسلیم کرنے کے بعد آپ کے کسی قول کو صراحتہ غلط یا جھوٹ قرار دے

(۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی قطعی الثبوت قول یا فعل رسول کو یہ کہہ کر رد کردے کہ یہ حضور علیہ السلام کا قول یا فعل نہیں ہے یہ بھی درحقیقت رسول کی تکذیب ہے

(۵) پانچویں صورت یہ ہے کہ قول وفعل کو بھی تسلیم کرتے ہوئے اس کے مفہوم کی ایسی خودساختہ تاویل کرے جو قرآن وحدیث کی قطعی تصریحات کے خلاف ہو جیسے ختم نبوت کا ایسا مفہوم بیان کرے جس سے ختم زمانی کا انکار لازم آئے یا اسلام کو دین ناقص قرار دے

ضابطہء تکفیر

تکفیر مسلم کے بارے میں ضابطہء شرعیہ یہ ہے جب تک کسی شخص کے کلام میں تاویل صحیح کی گنجائش ہو اور اس کے خلاف کی تصریح متکلم کے کلام میں نہ ہو یا اس عقیدہ کے کفر ہونے میں

ائمہ اجتہاد میں ادنیٰ سے ادنیٰ اختلاف ہو اس وقت اس کے قائل کو کافر نہ کہا (۱) جائے، فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے ایسا لفظ صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے آخر ایک پہلو اسلام بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلو کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا

سے ملحدین تاویلات باطلا کہ آڑ میں اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں

---

(۱) ثبوت قطعی جو چیز حضور انور ﷺ سے بذریعہ تواتر پہنچی ہے اس کا ثبوت قطعی ہے جیسے قرآن کریم نمازوں کی تعداد تعداد رکعات رکوع سجود کی کیفیات اذان زکوۃ حج اور نبی کریم ﷺ پر نبوت کا ختم ہونا (تواتر) کے یہ معنی ہیں کہ حضور علیہ السلام سے لے کر ہم تک ہر قرن ہر زمانے میں دنیا کے مختلف خطوں میں حضور سے اس کے روایت کرنے والے اس قدر زیادہ تعداد میں رہے ہوں کہ ان سب کا کذب وخطا پر اتفاق عقلاً محال سمجھا جاتا ہو۔

(۲) ثبوت بدیہی جس کو ضروری یا بالضرورہ کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے یہ ہے کہ تواتر کے ساتھ ساتھ اسکی شہرت تمام خاص وعام مسلمانوں میں اس درجہ ہو جائے کہ عوام تک اس سے واقف ہوں جیسے اللہ جل شانہ کی واحدانیت انبیاء کی نبوت نماز، حشر، روزہ، حج، زکوۃ کا فرض ہونا اور یہ اعتقاد کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا یاد رہے عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علماء میں تو شریک نہیں کیے جاتے ہیں مگر علماء کی صحبت سے شرف یاب ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں نہ کہ وہ گنوار اور جنگلی جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے کہ ایسے لوگوں کا ضرورت دین سے ناواقف ہونا اس ضروری کو غیر ضروری نہیں کر دے گا البتہ ایسوں کے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ضروریات دینکے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے ان سب باتوں پر اجمالاً ایمان لائے ہوں۔

نفاق

زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار یہ بھی خالص کفر ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان المنافقين فی الدرک الاسفل من النار حضور اقدس ﷺ کے زمانہ پاک میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفر باطنی پر قرآن ناطق ہوا نیز اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ایسا وسیع علم عطا فرمایا کہ حضور نے ایک ایک منافق کو پہچانا اور ایک موقع پر فرمادیا کہ اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے اب اس زمانے میں کسی خاص شخص کے متعلق قطع کے ساتھ منافق کا حکم نہیں لگایا جاسکتا جو شخص ہمارے سامنے دعویٰ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے جب تک اس سے کوئی ایسا قول وفعل سرزد نہ ہو جو منافی ایمان ہو البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بدمذہب بلکہ دہریے اپنے آپ کو بظاہر مسلمان کہتے ہیں اور جب دیکھا جاتا ہے تو دعویٰ اسلام کے ساتھ ضروریات دین کا (۱) انکار بھی ہے

شرک

شرک کے معنیٰ غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت یعنی الوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا جیسا کہ مجوس نیکی کے خالق کو یزدان کہتے ہیں اور برائی کے خالق کو اہرمن اور مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بتوں کو شریک کرتے تھے شرک کفر کی سب سے بدترین قسم ہے قرآن کریم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی نہیں بخشے گا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے کفر و شرک کے علاوہ اگر کسی اور کبیرہ گناہ کا کوئی مسلمان مرتکب ہے تو اسکے بارے میں اہل سنت

---

(۳) اہل حق نے اتفاق کیا ہے کہ ایمان و اسلام باہم متلازم ہیں یعنی اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں اور ایمان بغیر اسلام کے معتبر نہیں پس ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہر مومن مسلم ہے اور ہر مسلم مومن ہے ای مصداقا کذا فی المسامرہ ۳۴۰ طبع مصر

وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جنت میں جائے گا خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرمادے یا حضور علیہ السلام کی شفاعت کے بعد یا اپنے کیئے کی کچھ سزا پا کر اس کے بعد کبھی جنت سے نہیں نکالا جائیگا جو شخص کسی کافر کے لئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور کہے وہ کافر ہے بعض ناواقف ضروریات دین کے منکرین اور شان رسالت میں گستاخی کرنے والوں کا نام لیتے ہوئے رحمتہ اللہ علیہ کہہ دیتے ہیں یہ سخت ناجائز ہے شان رسالت میں گستاخی کرنے والا کیسے مرحوم ہوسکتا ہے

خوب یادرکھو

مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے اگرچہ خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو مگر اس کا نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے خاتمہ پر روز قیامت اور ظاہر پر حکم شرع کا مدار ہے اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر اصلی یا مرتد مثلاً یہودی نصرانی بت

لیکن اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی تاویل وتحریف کرے جو اس کے اجماعی معنی کے خلاف معنی پیدا کرے مثلاً یہ کہے کہ آیت خاتم النبیین یا حدیث لا نبی بعدی سے حضور کے بعد مطلق نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ ظلی وبروزی اور غیر تشریعیا اس کے اجماعی معنی کے خلاف معنی پیدا کردے مثلاً یہ کہے کہ آیت خاتم النبیین یا حدیث نبی آسکتا ہے یا یہ کہے کہ ختم نبوت کا معنی ختم زمانی لینا عوام کا خیال ہے بلکہ ختم سے مراد ختم رتبی ہے اور اس معنی میں بالفرض حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نیا نبی تجویز کیا جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا ہے ایسی تاویل باطل کرنے والا شخص بھی دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا اسے خوب سمجھ لیا جائے آج کل کے بہت سے ملحدین تاویلات باطلہ کی آڑ میں اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

پرست یا ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری کا منکر نام نہاد مسلمان مرگیا تو اگر چہ یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر مرا مگر ہمیں اللہ جل شانہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ اسے کافر ہی جانیں اس کی زندگی میں اور موت کے بعد اس کے ساتھ وہی معاملات کریں جو کافروں کے لئے ہیں مثلاً میل جول، شادی، بیاہ، نماز، جنازہ، کفن دفن جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ اسے کافر ہی (۱) جانیں خاتمہ کا حال علم الٰہی پر چھوڑ دیں جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہو اور اس سے کوئی قول و فعل خلاف ایمان صادر نہ ہو تو فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں اگر چہ ہمیں اس کے خاتمے کا حال بھی قطعی طور پر معلوم نہیں

اجتہاد و تقلید

عام لوگ جو درجہ اجتہاد نہیں رکھتے تمام احکام فرعیہ منصوصہ قطعیہ میں مجتہد کی تقلید پر مامور ہیں مجتہد کے لئے مندرجہ ذیل اوصاف سے متصف ہونا شرط ہے

(۱) علم قرآن پر بقدر آیات احکام حاوی ہو۔

(۲) احادیث متعلقہ احکام سے واقف ہو۔

حسام الحرمین ص ۳۳ یہ ہے فقہا کا اصل قول جس کو تحریف و تبدیل کر کے کچھ بنا لیا گیا ہے فقہا نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانویں باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے حاشا للہ بلکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ جس شخص میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی وہ یقیناً قطعاً کافر ہے ننانوے قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب پڑ جائے سب پیشاب ہو جائے گا مگر یہ جاہل یہ کہتے ہیں کہ ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب ڈال دو سب طیب و طاہر جائے گا علمائے اہلسنت نے ان گستاخان رسالت کی تکفیر کی ہے جن سے صریح کفر سرزد ہوئے جن میں ہرگز ہرگز کوئی تاویل نہیں نکل سکی چنانچہ حسام الحرمین ص ۴۴ پر ہے ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو گیا اصلا اصلا ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی ان تاویلات مردودہ کے رد بلیغ ملاحظہ فرمائیں (الموت الاحمر اور رد شہاب ثاقب وغیرہ میں)

(۳) علم عربیت۔ لغت۔ صرف ونحو۔ معانی وبیان وغیرہ میں کامل ہو۔

(۴) مذاہب سلف سے پوری واقفیت رکھتا ہو۔

(۵) قیاس کے اصول اور قواعد میں ماہر ہو اور علاوہ اس کے پرہیزگاری میں اعلیٰ درجہ پر ممتاز ہو اور ستنباط احکام میں مداخلت نفس وہوا سے محفوظ ہو امت محمدیہ ﷺ میں آئمہ اربعہ ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجتہاد ان کے سب معاصرین ولاحقین سے اعلیٰ مانا گیا ہے آج تک ہر طبقہ کے لوگ ان کو مجتہد تسلیم کرتے چلے آئے ہیں ان چاروں میں سے امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی تابعی رضی اللہ عنہ رئیس المجتہدین تسلیم ہو چکے ہیں انہی کے مقلد حنفی کہلاتے ہیں

بندۂ پروردگارم امت احمد نبی دوست دار چار یارم تابع اولاد علی

مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

ہر سنی حنفی مسلمان کو مذکور رباعی کا مضمون پیش نظر رکھ کر اعتقاد اس کے مطابق رکھنا چاہیے۔

کسی غیر مجتہد شخص کو ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید اس طرح (۱) واجب ہے کہ وہ اس امام کے عام احکام میں اس کا مقلد ہو کسی میں ایک امام کی تقلید کرنا اور کسی میں دوسرے کی تقلید کرنا یہ دین نہیں بلکہ نفس پرستی شعر ہے راہ آبارو کہ ایں جمعیت است معنی تقلید ضبط ملت است

سنت

سنت حضور علیہ والسلام کے قول فعل اور تقریر کا نام ہے تقریر کا معنیٰ یہ ہے کہ کوئی کام حضور علیہ السلام کے سامنے کیا جائے اور حضور اس پر انکار نہ فرمائیں اسی چیز کو سنت تقریری کہا جاتا ہے سنت کی دو

---

(۱) مثلاً اسلام کو دین کامل نہ ماننا اور اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی کرنا انبیاء علیہم السلام کی توہین آیت خاتم النبیین میں تحریفات وتاویلات باطلہ وغیرہ۔

قسمیں ہیں سنت موکدہ وہ جس کو حضور اقدس ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیان جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا کبھی ترک نہ فرمایا مگر اتفاق سے کسی نے ترک کیا تو انکار بھی نہ فرمایا۔ یا وہ کہ اس کے کرنیکی تاکید فرمائی جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمائی ہو اس کا ترک اسائت اور کرنا ثواب اور نادر اترک عتاب ایسی سنت کے ترک کی عادت پر استحقاق عذاب ہے جیسا کہ اقامت اذان جماعت وغیرہ۔

سنت غیر موکدہ

وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے علاوہ ازیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہیشگی فرمائی یا نہیں اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگر چہ عادتاً ہو موجب عتاب نہیں جیسے مسواک، عصر کی سنتیں اور تمام وہ امور جو حضور علیہ السلام نے محض بطور عادت کیے ہوں

بدعت

بدعت کے معنی نئی پیدا کی ہوئی بات دین میں نئی بات کو بدعت کہتے ہیں جو امور حضور ﷺ کے بعد نئے پیدا ہوئے ہیں وہ سب بدعت ہیں ان میں سے جو اصول وقواعد شریعت کے مطابق ہوں اسے بدعت حسنہ بولتے ہیں جو اصول وقواعد شریعت کے مخالف ہوں بدعت سیہ ہیں بعض بدعتیں واجب ہیں جیسا کہ صرف ونحو کا سیکھنا اور سکھانا کیونکہ اس سے قرآن مجید اور

---

(۱) آج کل کے بہت سے جاہل اور صلح کلی کے مدعی یہ کہہ دیتے ہیں کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے یہ غلط ہے اور بعض کا یہ کہنا کہ جتنی دیر اسے کافر کہو گے اتنی دیر اللہ اللہ کرو یہ ثواب کی بات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کرو مقصود تو یہ ہے کہ کافر جانو اور جب پوچھا جائے تو قطعاً کافر کہو نہ یہ کہ اپنی صلح کلی سے اس کے کفر پر پردہ ڈالو خوب یاد رکھو کہ کافر کے کفر پر راضی ہونا یا اس کو کفر نہ سمجھنا بھی کفر ہے آجکل کے بعض وہ لوگ جو

حدیث شریف کی سمجھ آتی ہے بعض مستحسن و مستحب ہیں جیسا کہ سرائے مسافر خانہ اور دینیات کے مدرسے بنانا تدوین حدیث اور تدوین فقہ بعض مباح ہیں جیسا کے لذیذ کھانے اور لباس فاخرہ بشرطیکہ وہ حلال ہوں اور تکبر و مفاخرت کا باعث نہ ہوں بعض مکروہ ہیں جیسا کہ ظالم کے ہاتھ کو بوسہ دینا بعض حرام ہیں بعض متاخرین نے جو بدعت کی تقسیم کا انکار کیا ہے یہ نزاع لفظی ہے اور ان کے اصول کے مطابق بدعت حسنہ سنت میں داخل ہے اس کا اصل وہ حدیث ہے جس میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں

من سن فی الاسلام سنۃً فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من بعدہ (الحدیث رواہ مسلم (۱)) جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے سو اس کے لئے اس کا اجر ہے اور ان لوگوں کا اجر جو اس کے بعد اس پر عمل کریں تقریر مذکورہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ میلاد شریف عرس مشائخ کرام فاتحہ گیارہویں تیجا ساتہ چالیسواں وغیرہ وہ امور جنہیں اس زمانے کے مشرک گر بد مذہب بدعت مذمومہ قرار دیتے ہیں سراسر غلط ہے کیونکہ ان تمام امور کا شرع شریف میں اصل موجود ہے اور ان کو بدعت کہا جائے تو یہ امور بدعت حسنہ ہیں نہ کہ سیہ اور مذمومہ ان مسائل کی تحقیق کے لئے علماء اہل سنت کی (۲) تصنیفات عالیہ ملاحظہ فرمائیں بالخصوص فقیر کا رسالہ تحقیق (۳) سنت و بدعت

اصول دین سے واقف نہیں ملحدین اور منافقین زمانہ کے ظاہری نماز روزہ اور شکل صورت سے متاثر ہو کر ان کو کافر قرار دینے والے علماء پر الزام لگایا کرتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں یاد رکھو اور خوب سمجھو علماء ربانی کسی کو کافر بناتے نہیں البتہ جو شخص اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس کا کافر ہونا بتاتے ہیں تا کہ وہ کفر والحاد سے توبہ کرے اور اگر وہ باز نہ آئے تو مسلمان اس سے بچ جائیں اس کے ظاہری شکل وصورت اور جبہ و دستار سے دھوکا نہ کھائیں اسے یوں سمجھو کہ اگر کسی شخص کے کپڑے یا بدن پر نجاست لگی ہو اور اسے علم نہ ہو اور اسے بتایا جائے تمہارے جسم یا کپڑے پر نجاست لگی ہے اسے صاف کر لو اس کے یہ معنی نہیں کے بتانے والے نے اسے نجاست لگائی ہے جس طرح نجاست لگانے اور بتانے میں فرق ہے اسی طرح کافر بنانے اور بتانے میں واضح فرق ہے

کفرالتزامی۔کفرلزومی

حضور پرنور سید عالم ﷺ جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے ان سب کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے اور معاذ اللہ ان میں سے کسی بات کا جھٹلانا اور ادنیٰ شک کرنا کفر ہے۔ پھر یہ انکار جس سے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بچائے دو طرح کا ہوتا ہے لزومی اور التزامی۔

(۱) کفرالتزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شئی کا تصریحاً خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ کوئی کمال اسلام کا دعویٰ کرے اور نام کفر سے چڑے کفرالتزامی کے یہی معنیٰ نہیں کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو جیسا کہ بعض جاہل سمجھتے ہیں یہ اقرار تو بہت سے طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائیگا دیکھا گیا ہے کہ بہت سے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں بلکہ اس کے یہ معنیٰ کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعویٰ کیا وہ بعینہ کفر و مخالفت ضروریات دین سے ہو جیسے طائفہ نیچریہ (متبعین سر سید احمد) کا وجود ملک و جن شیطان و آسمان نار

---

(۱) قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں فان اھل السنت قد افترق بعد القرون الثلاثۃ او الاربعۃ علی اربعۃ مذاھب ولم یبق مذھب فی فروع المسائل سوی ھذہ الاربعۃ فقد انعقد الاجماع المرکب علیٰ بطلان قول یخالف کلھم وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علیٰ الضلالۃ وقال تعالی ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم وساء ت مصیراہ

ترجمہ: اہل سنت قرون ثلاثہ کے بعد چار گروہوں میں منقسم ہو گئے اور اہل سنت کے ان چاروں مذہبوں کے علاوہ مسائل فروعیہ میں اور کوئی مذہب باقی نہ رہا لہذا جو قول ان چاروں کے خلاف ہو اس کے بطلان پر اجماع مرکب ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور جو شخص مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کوئی راہ تلاش کرے ہم اس کو پھیر دیں گے جدھر وہ پھر آئے اسے ہم جہنم میں داخل کریں گے اور وہ لوٹنے کی بہت بری جگہ ہے (تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۲۴۳)

جنان معجزات انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات عاطلہ کو لے مرنا نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انہیں کفر سے بچائیں گے نہ محبت اسلام، ہمدردی قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے قاتلھم اللہ انی یؤفکون

(۲) کفر لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر یکفر (کفر کی طرف لے جانے والی) ہوتی ہے یعنی مال سخن (نتیجہ کلام) ولازم حکم کو ترتیب مقدمات کرتے لے چلیے تو انجام کار اس سے کسی ضروریات دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلافت حقہ راشدہ

خلیفہ رسول ﷺ حضرت جناب صدیق اکبر و امیر المؤمنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا انکار کرنا کہ تضلیل (گمراہی) جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالے علیھم اجمعین کی طرف مؤدی اور وہ قطعاً کفر مگر انہوں نے صراحۃ اس لازم کا اقرار نہ کیا بلکہ اس سے صاف تحاشی (بچنا) کرتے ہیں اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہل بیت عظام وغیراہم چند اکابر صحابہ کرام علی مولا وغیرہ علیھم الصلوۃ السلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بتاتے اور خلافت صدیقی وفاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہو گئے جنہوں نے مآل مقام (نتیجہ کلام) ولازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بد مذہبی و ضلالت و گمراہی ہے (والعیاذ باللہ رب العالمین) (فتاوی رضویہ ص ۲۴۶۲) (ایمان و کفر تفصیلی بحث اس رسالہ کے صفحہ ۳۸ تا ۴۱ ملاحظہ فرمائیں۔

اصطلاحات علم کلام

ذاتی اس صفت کو کہا جاتا ہے جو کسی کی عطا کی نہ ہوئی۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے لیے علم

ذاتی قدرت ذاتی سمع، بصر وذاتی :۔ جو صفت کسی کی ذات میں خود بخود نہ پائی جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہو انبیاء اولیاء کی تمام صفت عطائی ہوتی ہیں علم، تصرف، سمع، بصر، معجزات، کرامات سب کچھ عطائے الٰہی سے ہوتا ہے اسی لئے اللہ والوں کے لئے اس طرح عطائی صفات ماننا کفر وشرک نہیں قرآن کریم میں اللہ تعالے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو تصرفات عطا فرمائے ان کے ذکر کے بعد فرمایا ھذا عطاء نا الخ

باذن اللہ:۔ اللہ کی اجازت سے اللہ کی دی ہوئی طاقت سے قرآن کریم میں اس کی کئی مثالیں ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ابرئ الاکمه والا برص واحی الموتیٰ باذن اللہ میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دیتا ہوں اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں۔

اہل قبلہ متکلمین کی اصطلاح میں اہل قبلہ ان مسلمانوں کو کہا جاتا ہے جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں اور کسی امر ضروری کا انکار نہ کریں۔

ضروریات دین جو چیزیں حضور پر نور ﷺ سے بذریعہ تواتر اس وجہ درجہ شہرت وبداہت کیساتھ ثابت ہوں کہ ہر خاص و عام اس سے باخبر ہوں ان کو فقہاء کی اصطلاح میں ضروریات دین کہا جاتا ہے۔

ایمان اسلام کفر وغیرہ

ایمان حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے اور ان کا

---

(۱) قال رسول ﷺ من سن فی الاسلام سنة حسنه فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شئی ومن سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غیر ان من اوزارهم شئی رواه مسلم ج ۱ ص ۳۴۱ ایضا بمعناه مسلم جلد ۲ ص ۳۴۱. سواء کان ذالک لک الهدی اولضلالة هو الذی ابتداه او کان مسبوقاً الیه (مجمع البحارج ۲ ص ۱۳۶) نووی علی المسلم ج ۲ ص ۳۴۱.

آپ سے قطعی اور بدیہی طور پر ثبوت ہو چکا ان کی قلبی تصدیق کرنا ایمان ہے بشرطیکہ ان کے ساتھ اطاعت کا اقرار بھی ہو۔

اسلام اللہ جل وعلا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کا ایمان یعنی تصدیق قلبی کے ساتھ اقرار کرنا

مومن وہ شخص جو حضور سید عالم ﷺ کی ان امور میں سچے دل سے تصدیق کرے جو کہ قطعی اور بدیہی طور پر آپ سے ثابت ہو چکی اور زبان سے بھی ان کی تصدیق اور اطاعت کا اقرار کرے۔

مسلمان وہ شخص جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول معظم ﷺ کی اطاعت فرمانبرداری کا زبان سے اقرار کرے اور دل میں بھی ان کی تصدیق رکھتا ہو۔

کفر جن امور کی تصدیق ایمان میں ضروری ہے ان سے کسی امر کی تکذیب کا انکار بلکہ ادنیٰ شک کرنا بھی کفر ہے۔

کافر وہ شخص جو ان میں سے کسی ایک چیز کا دل سے انکار یا زبان سے تکذیب کرے۔

ایمان واسلام اور مومن و مسلم میں فرق

جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور اسلام اطاعت وفرمانبرداری کا

(۲) جیسے جاء الحق انوار ساطعہ التجمہ الفاتحہ اور وما اھل بہ لغیر اللہ (فاضل گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳) وہ نیا طریقہ جو جاری کیا ہے وہ برابر ہے اس شخص نے خود جاری کیا یا اس سے پہلے کسی نے جاری کیا ہو اس پر عمل ہو چکا ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے لئے اس کا اجر ہوگا اور ان لوگوں کا اجر جو اس کے بعد عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان کو گناہ جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی

ایمان کا محل قلب ہے اور سب اعضاء جوارح ہیں لیکن ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے شرعاً معتبر نہیں لہذا اللہ اور اس کے رسول کی محض دل میں تصدیق کر لینا اور زبان سے اس تصدیق کا اظہار اور اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار نہ کرنا شرعاً معتبر نہیں ہے یونہی اطاعت فرمانبرداری کا اقرار معتبر نہیں تاوقتیکہ اس کیساتھ دل میں اللہ اس کے رسول کی تصدیق نہ ہو۔

اگرچہ لغتاً ایمان و اسلام کا الگ الگ مفہوم ہے اور قرآن و حدیث میں بھی اسی لغوی مفہوم کی بنا پر ایمان و اسلام کے اختلاف کا ذکر ہے لیکن خود کتاب و سنت کی تصریحات کے مطابق یہ امر بھی واضح ہے کہ کوئی ایمان بغیر اسلام یا اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں چنانچہ امام ابن ہمام شارح ہدایہ نے اپنی عقاید کی مشہور و مستند کتاب میں امت محمدیہ کا اتفاق نقل فرمایا ہے کہ

قد اتفق اهل الحق وهم فريقا الا شاعرة و الحنفيه على تلازم الايمان والاسلام بمعنى انه لا ايمان يعتبر بلا اسلام وعكسه الا اسلام يعتبر بدون ايمان فلا ينفك احدهما عن الاخر ص ج.

ترجمہ:۔ اور اہل حق نے اتفاق کیا ہے اور وہ دونوں گروہ اشاعرہ اور حنفیہ ہیں کہ ایمان اور اسلام باہم متلازم ہیں یعنی ایمان بغیر اسلام کے معتبر نہیں اور نہ اس کا عکس یعنی نہ اسلام بلا ایمان کے معتبر پس ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔

ثبوت قطعی جو چیز حضور ﷺ سے بذریعہ تواتر ہم تک پہنچی اس کا ثبوت قطعی ہے جیسے قرآن، نمازوں کی تعداد تعداد رکعات اور رکوع، سجود وغیرہ کیفیات اذان زکوۃ کی تفصیلات یا حضور علیہ الصلوہ والسلام کا خاتم النبیین ہونا۔

تواتر تواتر کے یہ معنی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر ہم تک ہر قرن ہر زمانہ میں دنیا کے مختلف خطوں میں آپ ﷺ سے روایت کرنے والے اتنی تعداد میں رہے ہوں کہ سب کا غلطی یا کذب پر متفق ہو جانا عقلاً محال سمجھا جاتا ہو۔

ثبوت بدیہی جس عرف فقہاء اور متکلمین میں ضروری یا بالضرورہ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ کہ تواتر کے ساتھ ساتھ اس کی شہرت تمام خاص وعام مسلمانوں میں اس درجہ ہو جائے کہ عوام تک اس سے واقف ہوں جیسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کا فرض ہونا یا نبوت کا حضور سیدنا محمد مصطفے ﷺ پر ختم ہو جانا۔

تنبیہ ایمان بہت سی چیزوں کی مجموعی طور پر تصدیق و تعلیم کا نام ہے جن کا ذکر اوپر ہو چکا لیکن کفر میں ان سب چیزوں کا انکار یا تکذیب ضروری نہیں بلکہ ان میں سے کسی ایک چیز کی تکذیب وانکار بھی کفر ہے خواہ باقی سب چیزوں کو صدق دل سے قبول کرتا ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واجب الوجو هو الذی یکون وجوده من ذاته ولایحتاج الی شئی اصلاً وہ ذات جس کا وجود اس کی ذات کے سبب سے ہو اور وہ کسی کا اصلاً محتاج نہ ہو یعنی جس کا ہونا ضروری اور نہ ہونا محال ہو جیسے ذات باری تعالے۔

الواجب لذاتہ هو الموجود الذی یمتنع عدمه امتناعاً لیس الوجود له من غیره بل من نفس ذاته فان کان وجوب الوجود لذاته سمی واجبا لذاته وان کان لغیره سمی واجبا لغیره.

ترجمہ واجب لذاتہ وہ موجود ہے جس کا عدم ایسا ممتنع ہے اس کا وجود اس کے غیر سے نہیں بلکہ اسکے نفس ذات سے ہے اگر وجوب وجود ذاتی ہو اس کو واجب لذاتہ کہتے ہیں اور اگر اس کا وجوب غیر کی وجہ سے ہو تو اس کو واجب لغیرہ کہتے ہیں۔

الممکن بالذات ما یقتضی لذاته ان لا یقتضی شیاء من الوجود والعدم کالعالم.

ترجمہ:۔ جو اپنی ذات کے اعتبار سے اس امر کا مقتضی ہو کہ اس کا وجود وعدم ضروری نہ ہو۔ جیسا کہ جہان

الممتنع بالذات ما یقتضی لذاته عدمه کشریک الباری تعالے.

ترجمہ:۔ جو اپنی ذات کے اعتبار سے عدم کو چاہے جیسے شریک باری تعالے۔

الممتنع بالغیٰ هو الذی یکون عدمه فی الخارج ضروریاً نااقتضاه الغیر

فهو الممتنع الغیر۔

ترجمہ:۔ جو اپنی ذات کے اعتبار سے ممکن ہو اور غیر کے اعتبار سے محال ہو لہذا ممکن بالذات اور محال بالغیر جمع ہو سکتے ہیں۔

ممتنع الوجود جس کا نہ ہونا ضروری اور ہونا محال ہو۔

ممکن الوجود جس کا ہونا اور نہ ہونا ضروری نہ ہو۔

ممکن بالغیر **لیس بشیء فاحفظ ولا تغفل** تفصیل کے لئے دیکھو دستور العلماء شرح مقاصد وغیرہ۔

فائدہ علم کا تعلق موجودات معدومات، ممکنات، ممتنعات، قدیم، حادث ہر چیز سے ہوتا ہے قدرت کا تعلق سرف ممکنات سے ہوتا ہے واجب اور محال تحت قدرت نہیں ہوتے چونکہ کزب باری اہل سنت کے نزدیک ممتنع بالذات ہے اس لئے کذب تحت قدرت باری نہیں ہے اور اس سے باری تعالے کی قدرت میں کوئی نقصان نہیں آتا بلکہ کذب بوجہ ہونے کیساتھ تعلق کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا اور رلانذ ہبوں کا یہ کہنا کہ چونکہ مقدور العبد مقدور اللہ ہے اس لئے کذب بھی تحت قدرت باری ہے کاش کہ یہ لوگ کتب کلامیہ کو غور وتدبر سے دیکھتے اور اس جہالت اور مغالطہ میں گر فتار نہ ہوتے اصل مسئلہ یوں ہے کہ مقدور العبد کسبا مقدور اللہ خلقاً ہے یعنی بندہ کا سب افعال ہے اور اللہ تعالے خالق افعال نہ کہ یہ معنی ہے کہ جو کچھ بندہ کر سکتا ہے وہ کچھ خدا بھی کر سکتا ہے اس پر جس قدر معارضے اور استحالے وارد ہوتے ہیں اس کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد اول سبحان السبوح تقدیس الوکیل وغیرہ کتب اہلسنت ملاحظہ فرمائیں۔

ازل جانب ماضی میں جس کی کوئی انتہاء نہ ہو یا یوں کہیے کہ جس کی کوئی ابتداء نہ ہو۔

ابد وہ چیز جس کی کوئی انتہاء نہ ہو اور ابدی وہ چیز جو کبھی معدوم نہ ہو ازلی وہ چیز جس سے

پہلے عدم نہ ہو۔

(فائدہ) موجود کی تین قسمیں ہیں اسلئے کہ یا تو وہ ازلی ابدی ہوگا جیسے اللہ سبحان تعالے یا نہ ازلی ہوگا نہ ابدی جیسے دنیا یا ابدی ہوگا ازلی نہیں جیسے آخرت سرمدیت بھی ابدیت کے معنی میں ہے۔

حد:۔انتہاء ضد:۔مقابل ند:۔مثل

محال عقلی جس کا ہونا عقل جائز نہ سمجھے:۔محال شرعی اگر چہ عقل اس کو جائز سمجھے لیکن شریعت میں ہونا اس کا محال ہو۔

بالذات اگر وصف کی صفت ہو تو ذاتی وصف اس کو کہا جاتا ہے جو کسی غیر سے حاصل نہ کیا ہو۔

بالعرض ایسا وصف ہوتا ہے جو کسی کے واسطے اور وسیلے سے حاصل ہو۔

فائدہ اللہ تعالے کی تمام صفات ذاتی ہیں اس نے کسی سے حاصل نہیں کیں اور مخلوق کی تمام صفات عرضی ہوتی ہیں۔

مسائل شتیٰ عقائد اکابر اہل سنت وجماعت

اس عنوان کے ماتحت چند مشہور معروف بزرگان دین کے وہ اقوال پیش کئے جاتے ہیں جس سے قارئین کرام صحیح طور پر معلوم کر سکیں گے کہ اکابر اسلاف کا مسلک کیا تھا عربی فارسی عبارت کا ترجمہ با محاورہ کیا گیا ہے۔

(۱) مذہب حق یہ ہے کہ جس طرح خلف وعد جائز نہیں ہے کفار کے حق میں خلف وعید بھی جائز نہیں ہے چنانچہ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری فرماتے ہیں ان الخلف فی الوعید کرم فیجوز من اللہ تعالیٰ والمحققون علی خلافه کیف وهو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالیٰ مایبدل القول لدی (شرح فقہ اکبر ۵۷۔۵۶ وشرح عقائد نسفی ص ۸۶) بعض اہلسنت نے کہا ہے کہ خلف وعید کرم ہے پس جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جرم پر وعید فرمائے اور اس کے (۱) خلاف کرے محققین اہل سنت اس کے خلاف ہیں اور وہ فرماتے ہیں خلف وعید کیسے

جائز ہو سکتا ہے حالانکہ یہ تبدیل قول (وعدو وعید) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا قول بدلا نہیں جائیگا۔

(۲) جملہ کتب کلامیہ معتبرہ میں لکھا ہے کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ پر محال ہے پس یہ کہنا کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے بالکل باطل ہے اسی طرح یہ کہنا کہ امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے یہ بھی غلط ہے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں جس کا قطعی اجماعی معنی یہ ہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے بعد ہے آپ کے زمانے میں یا آپ کے بعد قیامت تک جدید نبی نہیں آسکتا پس جو شخص حضور کے بعد کسی کو بالفعل نبی مانے یا کسی نبی کے آنے کو جائز اور ممکن بتائے وہ ختم نبوت کا منکر ہوگا چنانچہ المعتمد فی (۲) المعتقد میں ہے

باوجود ان دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی دوسرے نبی کے آنے کو جائز رکھے باتفاق علماء اسلام کافر ہے یہ ہے شرط ایمان کی حضرت خاتم النبیین ﷺ پر (ترجمہ تورپشی ص ۱۰۷) اسی کو مولانا شاہ فضل رسول بدایونی نے المعتقد المنتقد میں یوں فرمایا ہے من یقول انہ کان نبی بعدہ اویکون اوموجود کذا من قال یمکن ان یکون فھو کافر ھذا شرط صحۃ الایمان بخاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم (انتھی ملخصا مترجما ص ۱۲۷)

(۴) اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آسمان وزمین کی ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے آپ اللہ کے اعلام واطلاع سے ہر جزوی وکلی کا علم)

(رکھتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی حدیث فعلمت ما فی السموات والارض کے تحت فرماتے ہیں پس دانستم ہر چہ در زمین بود وآسمان عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آں

(۵) حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت شریف جلد اول کے دیباچہ

میں فرماتے ہیں ھوالاول والاخر والظاھر والباطن وھوبکل شئ علیم ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل برحمد ثنائے الٰہی است تعالی وتقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود بدان خواندہ وہم متضمن نعت وصفت حضرت رسالت پناہی است ﷺ کہ وی سبحانہ اولا ربداں تسمیہ وتوصیف نمودہ وچندیں اسمائے حسنیٰ اورا الہی جل شان است کہ در وحی متلو غیر متلو حبیب خود ابداں نامیدہ وحلیہ جمال وحلی کمال وے ساختہ اگرچہ ﷺ بتمامہء اسماوصفات الٰہی متخلق ومتصف است باوجود آں بہ بعضے ازان بخصوص نامزد ونامور گشتہ است مثل نور حق علیم، حکیم، مومن، مھیمن، ولی، ہادی، رؤف، رحیم وجز آں وایں چہار اسم اول آخر ظاہر، باطن نیز ازاں قبیل است یہ معجز نما تمام کلمات اللہ تعالیٰ وتقدس کی حمد ثناء پر مشتمل ہیں کہ اپنی کتاب مجید میں اپنی کبریائی کا خطبہ ان کلمات سے پڑھا ہے اور یہ کلمات رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ووصف کو بھی متضمن ہیں اللہ تعالی نے ان اسماء سے حضور کی توصیف وتسمیہ فرمائی ہے اور اللہ تعالی کے کتنے ہی اسماء حسنیٰ ہیں کہ وحی متلو (قرآن) اور وحی غیر متلو (سنت) میں اپنے حبیب کو ان سے موسوم کیا ہے اور آپ کے جمال وکمال کا زیور بنایا ہے اگرچہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے تمام اسماء وصفات سے متخلق اور متصف ہیں اس کے باوجود بعض اسمائے حسنیٰ سے حضور کو خاص طور پر نامزد اور نامور کیا ہے مثلاً نور حق، مؤمن، مھیمن، ولی، ہادی، رؤف رحیم اور سوائے اس کے یہ چار نام اول، آخر ظاہر باطن بھی اسی قبیل سے ہیں ان چار اسمائے ظاہر باطن اول آخر کی تشریح فرما کر تحریر فرماتے ہیں وھوبکل شئ علیم ووے ﷺ دانا است برہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام وصفات حق اسمائے افعال وآثار وجمیع علوم ظاہر باطن اول آخر احاطہ نمودہ مصداق وفوق کل ذی علم علیم شدہ علیہ من الصلوۃ وافضلھا من التحیات اتمھا واکملھا۔ اور نبی کریم ﷺ ہر چیز کو جاننے والے ہیں ذات الٰہی کے شیون اور صفات حق کے احکام واسمائے افعال ونشانات اور

تمام علوم ظاہر باطن اول و آخر کا احاطہ فرمایا ہے اور مخلوق میں فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہوئے ہیں ان پر افضل درود وسلام اتم و اکمل سلام ہو

(۶) حضرت شیخ محقق کے ہاں حقیقت محمد یہ عالم کے ذرے ذرے میں موجود ہے مدارج النبوت جلد اول ص ۱۳۵ میں فرماتے ہیں در بعضے کلام بعضے عرفا واقع شدہ کہ خطاب از مصلیٰ بملاحظہ شہود روح مقدس آنحضرت وسریان وے در ذرارے، موجودات خصوصاً در ارواح مصلین است د باجملہ دریں حالت از شہود وجود و حضور از آنحضرت غافل وذاہل نباید بود بامید درود فیوض از روح فتوح وے ﷺ۔

بعض عرفا کے کلام میں واقع ہے کہ چونکہ حقیقت محمد یہ موجودات کے ذرہ میں موجود ہے بالخصوص نمازیوں کی ارواح میں تو آپ ﷺ کی روح مقدس کہ بالخصوص نمازیوں کی ارواح میں ساری ہونے کی وجہ سے نمازی نماز میں حضور ﷺ کو بصیغہ خطاب سلام کہتا ہے ایسی حالت حضور میں آنحضرت سے غافل اور بے خبر نہیں رہنا چاہیئے آپ ﷺ کی روح پر فتوح سے فیضان کے درود کی امید ہے۔ اشعتہ اللمعات جلد اول صفحہ ۱۰۴ ملاحظہ ہو۔

پس آنحضرت در ذات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ با

(۱)۔ خلف الوعید فی حق الفساق جائز ہے کیونکہ مادون الشرک والکفر جملہ کبائر کی مغفرت کو مشیت الٰہی کے ساتھ متعلق کیا گیا ہے تو اگر کسی گہنگار کو اللہ معاف فرمادے تو یہ درحقیقت۔ خلف الوعید ہے ہی نہیں کیونکہ رب تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء اور کفار کے حق میں خلف وعید جائز نہیں ملا علی قادری فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام القول السدید فی خلف الوعید ہے مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سبحان السبوح میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث فرمائی ہے اہل علم حضرات اس کی طرف رجوع فرمائیں۔ (۲) اس کتاب کے مصنف علامہ شہاب الدین تورپشتی متوفی ۲۳۰ھ ہیں امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں تصحیح عقائد کے لئے اس کتاب کو پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے منہ ۱۲ مکتوبات دفتر مکتوب ص ۳۸۔ ۹۳

شد، پس آنخضرت ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں پس نمازی کو چاہیئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے۔

وسعت اختیارات مصطفے ﷺ

وسعت اختیارات مصطفے ﷺ کے متعلق خیالات ملاحظہ فرمائیں واز اں جملہ آنست کہ آنخضرت تخصیص می کرد ہر کرا بہر چہ می خواست از احکام ایں جا۔ دو قول است یکے آں کہ احکام مفوض بود بوئے ﷺ بہر چہ خواہد حکم کند دوم آن کے بہر حکمے وحی خدا می شد چنانکہ تخصیص کرد خزیمہ بن ثابت را بآنکہ شہادت وے حکم دو شہادت دارد (مدارج النبوت ص ۱۳۷)

اور حضور علیہ السلام کے خصائص سے یہ ہے کہ آنخضرت ﷺ جسکو جس حکم سے چاہتے تخصیص فرمادیتے تھے اس جگہ دو قول ہیں ایک یہ کے احکام حضور کے سپرد تھے جو چاہتے حکم فرماتے دوسرا یہ کہ ہر حکم کے لئے وحی خدا ہوتی جیسا کہ خزیمہ بن ثابت اکیلے کی شہادت کو دو شہادت کے قائم مقام کردیا وے ﷺ خلیفہ مطلق و نائب کل جناب اقدس است می کند و می دہد ہر چہ خواہد باذن وے

فان من جودک الدنیا و ضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

(جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء)

نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق و نائب کل ہیں جو کچھ چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتے ہیں اور مدد دیتے ہیں تحقیق آپ کے جود و کرم سے دنیا و آخرت ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا حصہ ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد ا ص ۱۳۵ مشہور حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماتحت فرماتے ہیں۔

از اطلاق سوال کہ بفر مود سل بخواہ تخصیص نہ کرد بمطلوب خاص معلوم می شود کار ہمہ بدست ہمت کرامت اوست ﷺ ہر چہ خواہد باذن پروردگار خود بدہد

اطلاق سوال مطلق فرمایا کہ مانگ اور کسی مطلوب کی تخصیص نہ کی معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام ان کے دست ہمت کرامت میں ہے صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے عطا فرمادیتے ہیں

پھر قصیدہ بردہ شریف کا اوپر والا بیت نقل فرماتے ہیں

فان من جودک الدنیا وضرتھا ۔ ومن علومک علم اللوح والقلم

اگر خیریت دنیاو عقبیٰ آرزوداری ۔ بدرگاہش بیاد ہرچہ می خواہی تمنا کن

بہر صورت کے باشد یارسول اللہ کرم فرما ۔ بلطف خودسروساماں جمع بے سروپا کن

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں ازیں است کہ حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ اورا تمام امت بر مثال پیراں ومرشدان می پرستند وامور تکوینیہ را بایشاں وابستہ مید نقد وفاتحہ و درود وصدقات ونذر ومنت بنام ایشان رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ باجمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است

ترجمہ:۔اور اسی قسم سے ہے جو تمام حضرات امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد طاہرہ کو پیروں ومرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور دنیا کے کاموں کو ان کے متعلق جانتے ہیں اور فاتحہ درود وصدقات نذر ومنت ان کے واسطے مروج ومعمول ہو گئے جیسا کہ تمام اولیاء کے ساتھ یہی معاملہ ہے (تحفہ اثناعشریہ فارسی ص ۲۲۵ اردو ص ۲۳۷)

یاد رہے کہ مانا فارسی عبارت میں وارد لفظ پرستند کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ پرستیدن سے ماخوذ ہے جس کا معنی ماننا اور غلامی کرنا ہے اسی معنی میں خدمت گار کو فارسی میں پرستار کہتے ہیں (غیاث)

یہی شاہ صاحب تفسیر عزیزی مطبع حیدری پارہ دوم ص ۲۳۶ میں فرماتے ہیں

ویکون الرسول علیکم شہید ایعنی دباشد رسول شما برشما گواہ زیرا کہ او مطلع است بانور نبوت بہ رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ ہاست وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی مجوب ماندہ است کدام است پس اوے شناسد گناہاں شمار

اودرجات ایمان شمارا ور اعمال نیک و بد شمارا واخلاص وشمارونفاق لہذٰا شہادت اودر دنیا بحکم شرع درحق امت مقبول وواجب العمل است

اور رسول تم پر گواہ ہوگا کیونکہ وہ نور نبوت سے ہر دیندار کے اپنے دین میں مرتبہ پر مطلع ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور وہ حجاب جس کی وجہ سے وہ ترقی سے رکا ہوا ہے کونسا ہے پس وہ تمہارے گناہوں کو پہچانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص ونفاق کو اور اس لئے ان کی شہادت دینا بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے (انتھی)

ملاعلی قاری علیہ الرحمتہ الباری شرح شفاء قاضی عیاض میں زیر حدیث مامن احد یسلم علی (حدیث) وعن ابی ہریرہ ان رسول اللہ ﷺ قال مامن احد یسلم علی الارد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام والحدیث رواہ ابوداوٗد واحمد والبیھقی وسندہ حسن

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتے ہیں تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں اس کو ابوداوٗد واحمد بیھقی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے علامہ قاری اس کی شرح میں رقمطراز ہیں

فھوظاہر الاطلاق الشامل لکل مکان وزمان ومن خص الرد بوقت الزیارۃ لیہ البیان

اس کا ظاہر اطلاق ہے جو ہر مکان وزمان کو شامل ہے اور جس شخص نے رد سلام کو وقت زیارت سے خاص کیا سو اس ذمہ اس کا بیان ہے آگے رد اللہ روحی کی شرح میں فرماتے ہیں

والمعنی ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ یر دوحہ الشریف عن استغراقہ المنیف لیرد علی مسلمہ جبر الخاطرہ الضعیف الا فمن المعتقد المعتمد انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیاء عند ربھم وان لا رواحھم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی الحال الدنیوی فھم

بحسب القلب عرشیون و باعتبار القالب فر شیون و الله سبحانه وتعالیٰ اعلم :.

اور معنی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کی روح شریف کو اپنے استغراق منیف سے لوٹا تا ہے تا کہ اپنے سلام بھیجنے والے کی خاطر ضعیف کے جبر کیلئے اس کے سلام کا جواب دیں وگرنہ معتمد عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں اسطرح زندہ ہیں اور تحقیق ان کی ارواح کو عالم علوی اور سفلی سے تعلق ہے جیسا کہ وہ دنیاوی حال میں تھے سو انبیاء علیہم السلام قلب کے اعتبار سے عرشی ہیں اور قالب کے اعتبار سے فرشی ہیں۔ واللہ اعلم (شرح شفا ج ۲ ص ۱۴۲)

یہی علامہ قاری اسی شرح شفا میں اس عبارت کے شرح میں فرماتے ہیں ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی و رحمة الله و بر کاته

اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو نبی کریم ﷺ پر سلام کہو۔ الخ

لان روحه السلام حاضر فی بیوت اهل الاسلام اس لئے کہ نبی کریم ﷺ روحانی طور پر اہل اسلام کے گھروں میں جلوہ گر ہیں (شرح شفا ج ۲ ص ۱۱۷)

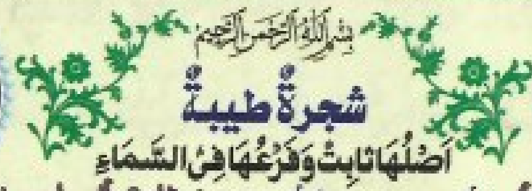
قال الشیخ الکبیر ابو عبداللہ فی معتقدہ ونعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیۃ فیعلم الغیب وتطوی لہ الارض ویمشی علی الماء ویغیب عن الابصار الخ

شیخ کبیر ابو عبداللہ الشیرازی نے اپنے عقائد میں بیان کیا ہے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ بندہ کے احوال میں تبدیلی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ وصف روحانیت سے متصف ہو جاتا ہے پس :۔ اسوقت) وہ غیب جان لیتا ہے اور اس کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور وہ پانی پہ چلتا ہے اور آنکھوں سے غائب ہو جاتا ہے (مرقاۃ ج ۱ ص ۶۲)

هذا ما عندنا و العلم الحقیقی عندالله

تمت بالخیر و صلی الله علیٰ حبیبه سیدنا و مولانا محمد وعلی اله و اصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین








بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ طیبہ

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

شجرۂ عالیہ حضرات عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الی یوم الدین

دربار اقدس حضرت شیخ القرآن منبع علم وعرفان مولانا ومرشدنا غلام علی القادری رحمۃ اللہ علیہ الاشرفی البرکاتی الاوکاڑوی

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ ﷺ کرم کیجیے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علم ہدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق کا تصدق صادقُ الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف وسری معروف دے بے خودسری
جندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کے واسطے

بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حُسن وسعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَھُمْ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاجُ الاصفیا کے واسطے

نصرابی صالح کا صدقہ صالح ومنصور رکھ
دے حیاتِ دیں محیِّ جاں فزا کے واسطے

طورِ عرفان وعلو وحمد وحُسنیٰ وبہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولےٰ جمالُ الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کیلئے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین ودنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقی عشقِ انتماء کے واسطے

حبِ اہل بیت دے آلِ محمد کے لئے
کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کر پُرنور کر
اچھے پیارے شمسِ دیں بدرالعلیٰ کے واسطے

دوجہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسول مقتدا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے
میرے مولا حضرتِ احمد رضا کے واسطے

دے مجھے اپنی محبت سیّدی احمد کیساتھ
اور حضرت بوالفضل پیرِ ہدیٰ کے واسطے

فضل کر رحمان ہم پر بہرِ ابنِ بوالبیاں
مظہرِ شیخُ القرآن ابوحمزہ کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عزّ وعلم وعمل
عفو وعرفاں عافیت اس بے نوا کے واسطے

فیضانِ نظر جانشین شیخ القرآن صاحبزادہ والاشان مولانا پیر محمد فضل الرحمان دامت برکاتہم العالیہ قادری اشرفی اوکاڑوی

بزم طلباء شیخ القرآن